صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 23 جون 2016ء بمطابق 17 رمضان المبارک 1437 ہجری بعداز دوپہر دو بجکر پندرہ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

أَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَـٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا۟ ٱلْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔

(ترجمہ): (روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔ خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اسلئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ خدا نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو۔ اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: یہ چھٹی کی درخواستیں ہیں: جناب اعظم درانی 23 جون، محمد شیراز خان ایم پی اے 23 جون، حاجی عبدالحق ایڈوائزر ٹو چیف منسٹر، فریڈرک عظیم غوری، میاں ضیاء الرحمان، صاحبزادہ ثناءاللہ، میڈم نسیم حیات، نوابزادہ ولی محمد، محمد زاہد درانی، منظور ہیں جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

ضمنی بجٹ برائے مالی سال 16-2015 پر عمومی بحث

Mr. Speaker: Now General Discussion on Supplementary Budget, Maulana Lutf-ur-Rehman Sahib! Please.

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! اس وقت جس ضمنی بجٹ پر بحث کے حوالے سے آپ نے مجھے فلور دیا ہے، ضمنی بجٹ جب بھی پیش کیا جاتا ہے، دراصل وہ اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ حکومت کی جو منصوبہ بندی ہوتی ہے، وہ ناقص منصوبہ بندی شمار کی جاتی ہے اور یہ ہمارے محکموں کے جو بجٹ بناتے ہیں یا تو سال کے شروع میں جب بجٹ پاس کیا جاتا ہے تو اس میں اتنی کمی، کوتاہیاں رہ جاتی ہیں ان سے کہ یا تو اس کیلئے جس سکیم کو ضمنی بجٹ کے طور پر پاس کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس کیلئے وہ رقم مختص نہیں کی جاتی یا جو منصوبہ بندی انہوں نے بجٹ کے حوالے سے کی ہوتی ہے اس کرنٹ بجٹ کے حوالے سے، اس سال کے حوالے سے، اس میں کمی اتنی آجاتی ہے کہ ان کو پھر ضمنی بجٹ کے طور پر پیش کرنا ہوتا ہے اسمبلی میں، جناب سپیکر! اپوزیشن ظاہر ہے کہ اس ضمنی بجٹ کے حوالے سے کوشش ان کی اس حوالے سے، تنقید کے حوالے سے یا اس کو Accept نہ کرنے کے حوالے سے جب بات کرتی ہے تو بنیادی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی نااہلی اس انداز میں بھی ہوتی ہے جناب سپیکر! کہ جب آپ سال کے دوران اس دورانیے میں جس پر بجٹ خرچ ہونا ہوتا ہے، جب آپ Re-appropriation کرتے ہیں اور کسی ایک سکیم سے پیسے اٹھا کر اس سکیم کو دیئے جاتے ہیں جو بجٹ میں سرے سے تھا ہی نہیں تو آپ ضمنی بجٹ پہ آگے چل کے آپ۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! ایک منٹ، میں پوچھنا چاہتا ہوں، یہ جو ہمارے یہاں سیکورٹی کے جو ادارے ہیں اور خاصکر جو ہماری اپنی اسمبلی کی سیکورٹی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی سیکرٹری کی گاڑی کے اوپر تو پابندی نہیں، اگر کوئی ہے تو اس کو بالکل کلیئر کریں تاکہ سیکرٹری جو بھی آئے، وہ بالکل ڈائریکٹ آجائے اسمبلی میں، آپ مجھے پھر پلیز Clarify کرلیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! حکومت بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے اور جب بجٹ تقریر آپ اس کی تفصیل دیکھیں اور اس میں جو گرانٹس مختص ہوتے ہیں، اس حوالے سے آپ اس کی پوری ڈیٹیل دیکھیں تو اس میں آپ کو یہ نظر آتا ہوگا کہ ایک سکیم موجود نہیں ہے، اس کیلئے پیسے رکھے گئے ہیں اور ایک سکیم ایسی ہے کہ دوسری سکیم سے پیسے اٹھا کے، دوسرے اضلاع کے پیسے اٹھا کے آپ اپنی مرضی سے ان پراجیکٹس کو وہ پیسے دیتے ہیں اور وہ اضلاع محروم رہ جاتے ہیں اور وہ سکیمیں ظاہر ہے، ہمیشہ اپوزیشن کے ساتھ اور ان ممبران کے ساتھ کہ ان کی خواہش کے مطابق حکومت ان کو جو دینا چاہتی ہے، وہ تھوڑا بہت دیا اور بقایا سارا دوسرے ڈیپارٹمنٹس، دوسرے پراجیکٹس کو شفٹ کیا جاتا ہے۔ تو جناب سپیکر! نااہلی تو یہاں سے بالکل سامنے ہوتی ہے اور آپ یہ بھی دیکھیں کہ میں ایک، اس کی تفصیل کے حوالے سے میں اس کی طرف آپ کو اشارہ کرتا ہوں کہ آپ یہ دیکھیں کہ Billion Trees کیلئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی۔ جناب سپیکر! سال کی سٹارٹ میں اس کی کوئی منصوبہ بندی نہیں تھی اور جو بجٹ مختص کیا جاتا ہے فارسٹ کیلئے، درخت لگانے کیلئے اور اس ڈیپارٹمنٹ کی بہتری کیلئے جو بجٹ مختص کیا گیا جناب سپیکر! اس منصوبہ بندی میں Billion Trees کا کوئی نام ونشان نہیں تھا لیکن درمیان میں Billion Trees کا وہ منصوبہ لایا گیا اور ظاہر ہے کہ پھر اس کو جب پیسے دینے تھے اس Billion Trees کیلئے تو وہ پیسے دوسری مدات سے اٹھائے گئے، اس کی منظوری نہیں تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے کہ وہ سٹارٹ پر ہونا چاہیئے تھا کہ اس کیلئے منصوبہ بندی ہوتی، یہ اچانک ان کو خواب کہاں سے نظر آیا کہ ہم نے Billion Trees لگانے ہیں تو وہ منصوبہ بندی کیوں نہیں کی؟ جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں، ان کے سپلیمنٹری بجٹ کی بک ہے میرے پاس، آپ اس میں دیکھیں کہ اس کیلئے جب پیسے رکھے گئے تو دس روپے رکھے گئے 'ٹوکن منی' کے طور پر اور پیسے لئے کتنے جاتے ہیں جناب! وہ تین ارب 70 کروڑ روپے، تو آپ مجھے بتائیں کہ کس کو دھوکہ

دینا چاہتے ہیں؟ قوم کو، اسمبلی کے ممبران کو، اپنے آپ کو؟ اس کا کیا مطلب ہوا کہ وہ تین ارب 70 کروڑ روپے کہاں سے آئے، یہ میں سوال اٹھاتا ہوں، یہ میری گزارش ہے کہ آپ ہمیں ضرور یہ تفصیل بتائیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ تفصیل ہمیں ملے کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ تین ارب 70 کروڑ روپے آپ نے کن پراجیکٹس سے اٹھاکے Billion Trees کو دیئے، اس کی تفصیل ہمیں آپ ذرا بتائیں کہ ہمیں پتہ چلے اور ظاہر ہے کہ ضمنی بجٹ جہاں پہ آپ کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے تو پھر آپ کو ضمنی بجٹ پہ وہ لانا پڑتا ہے اور اس کو پاس کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، تو مجھے ذرا بتایا جائے، اس کی تفصیل بتائی جائے کہ یہ پیسے کہاں سے آپ نے نکالے، کس کس مد سے نکالے، کس پراجیکٹ سے وہ پیسے نکالے اور پھر آپ نے Billion Tree کو یہ پیسے دیئے؟ جناب سپیکر! دوسری مثال اس حوالے سے میں یہ دینا چاہتا ہوں کہ قدرتی آفات آتی ہیں اور قدرتی آفات کے حوالے سے ہم نے جو بجٹ میں اس کی ایلوکیشن رکھی ہے، وہ کوئی پانچ ساڑھے پانچ ارب روپے ہے اور جب حکومت کو ضرورت پڑی تو وہ تقریباً کوئی ساڑھے سولہ ارب روپے اس کو دیئے، تو ہمیں بتایا جائے کہ یہ ساڑھے سولہ ارب روپے آپ نے کہاں سے دیئے اس کو؟ بجٹ ایلوکیشن ساڑھے پانچ ارب روپے ہے، آپ اس کو سولہ ارب روپے دے رہے ہیں تو مجھے یہ بتایا جائے، قدرتی آفات کوئی Assess نہیں کر سکتا، نہیں پتہ ہوتا کہ قدرتی آفات آنی ہیں لیکن یہ تو ہمیں سمجھ میں آتا ہے نا کہ پہلے اس طرح کی آفات آئیں، اس کیلئے ہمیں کیا کیا تکالیف ہوئیں، کہاں کہاں ہمارے نقائص تھے اور کہاں کہاں ہمیں پرابلمز تھے، ان تجربات سے فائدہ اٹھاکے ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اس کیلئے آپ پوری رقم رکھیں، صحیح رقم رکھیں اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے قدرتی آفات سے، قدرتی آفات نہیں آتیں تو پھر ظاہر ہے وہ پیسے آپ اٹھاکے کسی اور پراجیکٹ میں دے سکتے ہیں جو زیادہ بہتر طریقے سے آپ اس کو کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! اب آپ دیکھیں، موجودہ جو بجٹ ہے، اس میں کوئی ساڑھے چار ارب روپے رکھے گئے ہیں ابھی اس دفعہ، پہلے ساڑھے پانچ ارب روپے، اس کے بعد آپ اس کو رکھتے ہیں، لگاتے ہیں ساڑھے سولہ ارب اور اب اس سال پھر آپ نے اس کیلئے ساڑھے چار ارب روپے رکھے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناقص منصوبہ بندی کی بنیاد پر کیا گیا ہے، اس کو چاہیئے تھا کہ پھر آپ اس کے پیسے پورے رکھیں کہ اگر دوبارہ خدانخواستہ قدرتی آفات آئیں تو آپ دوسرے پراجیکٹس کو ڈسٹرب نہ کریں اور وہاں سے آپ وہ پیسے نہ اٹھائیں اور وہ آپ اس

کو دیں۔ اچھا، اس حوالے سے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں، شاہرات کے حوالے سے، سڑکوں کے حوالے سے آپ دیکھیں جناب سپیکر! کہ آپ نے اس کیلئے پیسے رکھے ہیں اور وہ تقریباً پورے آپ نے کوئی 2.262 ارب روپے کی سپلیمنٹری، اس میں آپ نے یہ پیسے رکھے ہیں جناب سپیکر! ٹھیک ہے، یہ کسی حد تک ایک فگر آپ نے جو دیا ہوا ہے اور وہ فگر اس حوالے سے پورے فگر کے حوالے سے آپ نے دیا ہے، تو جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں، شاید اس میں آپ پھر بھی تھوڑا بہت کام کر لیں لیکن میں جہاں تک سمجھتا ہوں کہ میں نے ابھی پچھلے بجٹ کے حوالے سے جو تقریر کی، اس حوالے سے اگر آپ دیکھیں اس کو، تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پچھلے 16-2015 کے بجٹ کی پاس کی ہوئی سڑکیں اب تک جو ہیں، اس کے ٹینڈرز نہیں ہوئے، رواں سال کے جو ٹینڈرز تھے، وہ بھی اسی Type پر ہو رہے ہیں تو سڑک بن نہیں رہی، اس کیلئے آپ وہ پیسہ مہیا نہیں کر سکتے، آپ وہ پیسہ لگا نہیں سکتے اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس سال سپلیمنٹری بجٹ 26 ارب تین کروڑ روپے سے کہیں زیادہ ہے اور اس کا Exact figure تو میں شاید آپ کو نہ بتا سکوں کہ کتنا ہے؟ لیکن بہت زیادہ ہے اور جو آپ کا Revised budget ہے، اس سال سپلیمنٹری میں جو دکھایا گیا ہے جناب سپیکر! اس سے کہیں زیادہ آپ کا یہ بجٹ ہے اور فگر کی ہیر پھیر سے آپ اسمبلی کے ممبران کو، آپ قوم کو اس حوالے سے دھوکا دینا چاہتے ہیں، کوئی دھوکے میں نہیں رہ سکتا اور یہ سال کے آخر میں پھر آپ کے سامنے یہ چیزیں ساری آئیں گی اور جس طرح ہم نے اس وقت خسارے کا بجٹ پیش کیا، بات کی اور آج بھی ہم اسی خسارے کی بات کرتے ہیں لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ چیف منسٹر صاحب نے کل بات کی اس حوالے سے کہ ہمیں مرکز سے پیسے ملیں گے اور میں نے اسی کی نشاندہی کی تھی اور آج میں پھر وہ سوال اٹھانا چاہتا ہوں کہ یہ پچھلے سال اگر آپ کو اس کے پیسے نہیں ملے، اس سال آپ کس بنیاد پر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پیسے مجھے ملیں گے؟ مجھے اس حوالے سے بڑی حیرانگی ہو رہی ہے۔ کل جو چیف منسٹر صاحب جس حوالے سے دعوے کر رہے تھے اور بجلی کی پیداوار کے حوالے سے یا جو واپڈا پر اعتراضات تھے، میں سمجھتا ہوں کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ جو پیسہ صوبے کو آ سکتا ہے، مستقل آمدنی کے طور پر آپ کو وہ پیسہ مل سکتا ہے، آپ وہ پراجیکٹس جو بجلی کی پیداوار کے، صوبے کے اخراجات سے آپ بنا رہے ہیں یا پچھلی حکومتوں نے اس کو شروع کیا یا وہ آج مکمل ہونے ہیں، ان کو تو آپ پرائیویٹائز کر رہے ہیں، اس کو تو آپ بیچ

رہے ہیں اور جو مستقل آپ کی آمدن کا ذریعہ ہے جناب سپیکر! اس کو بیچا جارہا ہے اور وہ مستقل آمدن بھی ختم ہو گی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ مستقل جو سکینڈلز آرہے ہیں حکومت کے حوالے سے، آج کل کے اخبارات آپ اٹھا کے دیکھیں اور اس میں آپ 'The News' اخبار کی ہیڈلائنز دیکھیں، اس کے Main page پہ آپ دیکھیں کہ PEDO کے حوالے سے جو Energy Development Organization ہے آپ کی، اس کے جو ڈائریکٹر ہیں، اس کا جو چیئرمین ہے، انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور الزامات لگادیئے حکومت پر، تو ہم تو جب بات کرتے ہیں، ہم نے تو پچھلے دنوں جب باتیں کی ہیں، جو تفصیل ہم نے بیان کی کہ یہ صورتحال جو جتنی بھی آپ کے سامنے آئی ہے تو یہ آپ کے اداروں کے سربراہوں نے ہی آپ کی حکومت پر الزامات لگائے۔ خیبر بینک کے حوالے سے کل جو چیف منسٹر صاحب نے بات کی کہ ہم نے ایک رپورٹ پیش کی، رپورٹ کی جو انکوائری ہوئی کہ ہم خود انکوائری کرنا چاہتے تھے، اس مسئلے کی اس بنیاد تک پہنچنا چاہتے تھے اور اس کی ہم نے ایک رپورٹ بنائی ہے، رپورٹ ہمیں ملی لیکن ہم نے تو Openly یہ بات کی ہے کہ اس رپورٹ کے حوالے سے نہیں بلکہ ہم نے کہا کہ یہ آپ کے اصول اور قاعدے ہیں کہ جوڈیشل کمیشن بنایا جائے اور خیبر بینک کیلئے ہم نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ جوڈیشل کمیشن بنایا جائے، یہ نہیں کہ ہم اس کو دیکھیں اور اس رپورٹ کے حوالے سے بات کریں یا ہم مزید اس میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو اپوزیشن کی طرف سے ایک مطالبہ آیا ہے کہ آپ اس کو جوڈیشل کمیشن کو دیں اور چیف جسٹس کی سربراہی میں آپ اس کی انکوائری کرائیں اور پھر جو رپورٹ سامنے آئے تو وہ پھر ایوان میں بھی بتائی جائے اور قوم کو بھی بتائی جائے۔ جناب سپیکر! اب کل کا جو واقعہ ہوا ہے، PEDO کے حوالے سے ہوا ہے، اس کے ڈائریکٹر اور چیئرمین نے استعفیٰ دیا اور الزامات سارے حکومت کے اوپر لگائے اور جس طرح انہوں نے اس حوالے سے بات کی کہ نہ تو اس کو کوئی توجہ دی گئی، نہ اس پہ اس حوالے سے کوئی منصوبہ بندی کی گئی لیکن صرف ہوائی باتیں اور صرف سٹیج پر باتیں کرنا تو بہت اچھی لگتی ہیں لیکن عملاً اس پر عمل کرنا یہ تو مجھے تین سالوں میں نظر نہیں آیا اور مجھے جناب سپیکر! اس حوالے سے بھی بڑا افسوس ہے کہ ہمیشہ پچھلی حکومتوں کو دوہائی دی جاتی ہے کہ پچھلی حکومت اور پچھلی حکومت اور ہمیں ورثہ میں کیا ملا اور ہمیں ورثہ میں کیا دیا؟ اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہم تین سال گزارنے کے بعد اب بھی وہی بات کریں کہ جی پچھلی حکومت نے

ہمیں کیا دیا؟ ابھی تو آپ کی پالیسیاں آپ نے دی ہیں، ہم تین سال کی کارکردگی کے حوالے سے بات کرتے ہیں اور اسی کے حوالے سے ہم جواب مانگتے ہیں اور اس پر ہم بات کرتے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں، میں نے پچھلے دنوں جو تقریر کی، اس میں میں نے ایجوکیشن کے حوالے سے بات کی، کل چیف منسٹر صاحب نے ایجوکیشن کے حوالے سے جو باتیں بتائی ہیں تو میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے بھی سوال اٹھایا تھا اور جو یکساں نظام تعلیم اور اس حوالے سے جو سوال اٹھائے تھے، میں اس کو دوبارہ اس طرح Repeat نہیں کرنا چاہتا ہوں، سردار حسین بابک صاحب نے بھی کل اس حوالے سے بات کی اور جو جواب جس انداز میں ملا، وہ پھر وہی پچھلی حکومتوں کی دوہائی کہ اس کی وراثت میں کیا ملا اور کیا نہیں ہوا؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تین سال کی کارکردگی کے حوالے اور جو بات چیف منسٹر صاحب نے کی کہ ہم نے پانچ کمروں کے سکول کی منظوری دی، وہ دو کمروں کے سکولز ہوا کرتے تھے، اس میں فلاں چیز نہیں ہوتی تھی، فلاں نہیں ہوتی تھی، ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ کمزوریاں نہیں تھیں، ہم اس حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتے کہ اس میں کمی بیشیاں نہیں تھیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین سال ہو گئے ہیں، میں نے یہ سوال اس وقت بھی اٹھایا تھا اور اب پھر سے کر رہا ہوں، میں کم از کم اپنے حلقے کی بات تو کر سکتا ہوں، اگر پورے صوبے کی بات میں کروں، تمام ممبران بیٹھے ہیں، ان کو اپنے حلقوں کے حوالے سے اس کی تفصیل معلوم ہو گی لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین سالوں میں ایک سکول بنا نہیں ہے تو ہم کیسے کہیں کہ وہ کارکردگی اس حوالے سے، وہ کوئی سکول کمپلیٹ نہیں ہوا اور وہ ٹیچرز کے حوالے سے ہمیں وہ سہولت ملی نہیں ہے جس پر ہم بات کریں۔ میں ایک گزارش ضرور کرنا چاہوں گا کہ باتوں کی حد تک نہیں، فیس بک پہ آپ بہت کچھ کہتے رہتے ہیں، فیس بک والے بھی کہتے ہیں کہ بھئی اب بہت کچھ آپ نے فیس بک پہ بنا لیا، عملی طور پر کوئی کچھ کریں، عملی طور پر کوئی چیز سامنے آئے جو دعوے کئے گئے تھے، میں نے اس ٹائم پہ بھی اس کو سامنے لایا اور میں اسلئے وہ ساری باتیں دوبارہ کر رہا ہوں کہ کل چیف منسٹر صاحب نے تفصیل سے وہ جو ایک سال پہلے شروع میں تقریر کی تھی، اسی تقریر کو Repeat کیا ہے تو پورے تین سالوں کے بعد تو ہمیں اس کا ریزلٹ چاہیئے تھا، اس کے نتائج چاہیئے تھے کہ جس حوالے سے بات ہوئی اور ہم ایک ایک پہ بات کر سکتے ہیں کہ وہ کس طریقے سے اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے؟ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ میری ایک گزارش ہو گی کہ

منصوبہ بندی کے حوالے سے جو استعداد ہے ڈیپارٹمنٹ کی، حکومت کو اس پہ توجہ دینی چاہیئے، اس کی استعداد کو بڑھانا چاہیئے اور اس طرح کے جو جو ضمنی بجٹ ہوتے ہیں، اس کی شاید ضرورت نہ پڑے کہ جو جو سکیمیں آپ کی استعداد ہو تیں تو ہم پہلے سے وہ پیسے رکھتے اس ڈیپارٹمنٹ کیلئے، ان محکموں کیلئے ہم وہ پیسے رکھتے اور وہ پراجیکٹس سال میں کمپلیٹ ہوتے، اگر وہ کمپلیٹ نہیں ہوتے، اچھا ایسے بھی پراجیکٹس ہوتے ہیں کہ جن کیلئے حکومت پیسے رکھتی ہے لیکن اس پہ کوئی کام نہیں ہوتا اور کوئی پوچھ گچھ ان سے نہیں ہوتی کہ بھئی سال کے آخر تک آپ نے وہ پیسہ خرچ کیوں نہیں کیا؟ آپ کو پھر اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ Re-appropriation کریں اور دوسرے محکموں کو دیں اور پھر آپ اس کو اس طرح ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو پہلے سے ان پراجیکٹس کیلئے جو آپ کر سکتے ہیں، اہلیت ہے تو اس کو زیادہ پیسے دیں تاکہ وہ مکمل کئے جا سکیں اور جو آپ نہیں کر سکتے اور آخر میں آپ کو 'سرنڈر' کرنا پڑتے ہیں وہ پیسے تو اس میں اس لیول تک اس ڈیپارٹمنٹ میں آپ نہ رکھیں، تو یہ کم از کم کوئی جزاو سزا کا بھی کوئی عمل ہونا چاہیئے اور اس کی استعداد بھی اس ڈیپارٹمنٹ کی بڑھانی چاہیئے تاکہ وہ بجٹ پیش کریں تو پھر اس میں ان کو یہ کمی کوتاہیاں جس کی ضمنی بجٹ کے تحت آپ ان پراجیکٹس کو منظور کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ جس کی میں نے نشاندہی کی اور وہ Billion Trees کے حوالے سے کہ تین ارب 70 کروڑ روپے رکھے ہیں اور Token Money کیلئے صرف دس روپے رکھے ہیں تو یہ کیسے Match ہو گا، کیوں؟ مطلب ہے کہ ایوان سے بھی، ممبران سے بھی، قوم سے کیوں جھوٹ بولا جاتا ہے کہ وہ پیسے اس طریقے سے نہیں رکھے جائیں گے، اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ اس کی پوری تفصیل ہونی چاہیئے ضمنی بجٹ کے حوالے سے کہ جو آپ نے رکھے ہیں اور اگر آپ اس کی تفصیل بتادیں تو تھوڑا سا ممبران کو بھی پتہ چلے گا کہ ان کے ضلعوں سے کہاں سے پیسے اٹھائے گئے ہیں اور کس طرح ان کو Billion Trees اور اس مد میں یا ان کی مرضی کے مطابق جو ہے، حکومت کی مرضی کے مطابق وہ پیسے ان کے اضلاع سے اٹھائے گئے ہیں یا ان کے حلقوں سے اٹھائے گئے ہیں اور کس طرح ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے انصاف کی حکومت میں؟ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ لفظ "سیاست"، مجھے اعتراض ہے اس کے اوپر، میں کل چیف منسٹر صاحب کی تقریر سن رہا تھا تو ایجوکیشن میں سیاست، پولیس میں

سیاست، فلاں محکمہ میں سیاست، فلاں محکمہ میں سیاست، جناب سپیکر! "سیاست" کا مطلب کیا ہے؟ وہ تو پہلے ہمیں سمجھایا جائے کہ "سیاست" کس چیز کو، کس چیز کا نام ہے، کس چڑیا کا نام ہے؟ لفظ "سیاست" کو اس طرح استعمال کرنا کہ جیسے وہ کوئی کبیرہ گناہ ہو اور "سیاست" کا مطلب تو قوم اور ملک کے بہتر مستقبل کیلئے وہ تدبرانہ فیصلے ہیں کہ جو قوم کے حق اور اس کی بھلائی کیلئے ہوا کرتے ہیں، "سیاست" کا مطلب تو یہ ہے، اب اگر ہم یہ شور مچائیں کہ ہم نے پولیس میں سیاست ختم کر دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی ہو گی ایک "سیاست" کے ساتھ بھی اور پولس کی کارکردگی کے حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک بہت بڑی افسوسناک بات ہے کہ پولیس بنی تو کرائمز کیلئے ہو، کرائمز پہ کوئی کنٹرول نہ ہو اور نہ پوچھیں آپ اس سے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے اور اگر تھانے کے لیول پہ جو کچھ ہو رہا ہے، وہ آپ نہ پوچھیں ان سے اور کوئی اس حوالے سے کہ لوگوں کے ساتھ کیا رویہ ان کا ہوتا ہے اور کس انداز میں لوگوں کو ڈیل کیا جاتا ہے، ان کے مسائل کو، ان کے جو لوکل وہاں پہ مسائل ہوتے ہیں، وہ کس طرح سے ڈیل کئے جاتے ہیں اور آپ پولیس کو تو کوئی ریلیف اس انداز میں دے نہ سکے اور بات کریں آپ یہ کہ کرائمز جو ہیں وہ ہر سطح پر چاہے وہ بھتہ خوری میں ہوں، چاہے وہ ڈاکہ زنی میں ہوں، چاہے ٹارگٹ کلنگ میں ہوں، فورسز کو ٹارگٹ کیا جائے، لوگوں کو ٹارگٹ کیا جائے، تاجروں کو ٹارگٹ کیا جائے لیکن ہم نے یہ واویلا ضرور مچانا ہے اور وہ ساری چیزیں ریکارڈ پر ہیں، اس کو تو کنٹرول ہم نہ کر سکیں لیکن یہ ضرور بتانا ہے کہ "سیاست" ہم نے پولیس میں ختم کر دی، اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی اگر کسی بھی غلط کام کو آپ نے نام دینا ہے تو خدا کیلئے اس کو نام کوئی اور دو "سیاست" کا نام کیوں دیتے ہیں، آپ کم از کم لفظ "سیاست" کو تو معاف کر دیں کہ یہ "سیاست" ہم نے کرنی ہے، ہم سب لوگ سیاسی پارٹیاں اپنے آپ کو پھر سیاسی پارٹی اب بدل کے کوئی اور نام رکھ دینا چاہیئے، یہ کونسا طریقہ ہے کہ آپ اس لفظ "سیاست" کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کل چیف منسٹر صاحب نے صحت کے حوالے سے بات کی کہ اس محکمے میں ہم نے بہت ریلیف دیئے ہیں اور ہم نے تنخواہیں بڑھائی ہیں، ہم نے یہ کیا ہے اور ہم نے وہ کیا ہے، جناب سپیکر! تنخواہیں بڑھائی ہیں، بالکل بڑھائی ہوں گی، ان کے گریڈز اپ گریڈ کئے ہوں گے، ہو چکے ہوں گے لیکن جو عام آدمی کو سہولت ملنی ہے، علاج معالجے کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت ناکام

ہے اور ہر لحاظ سے ناکام ہے۔ تین سالوں میں، میں اپنے علاقے کی بات کروں تو کوئی ڈاکٹر وہاں پہ ہے ہی نہیں تو علاج کس طرح ہوگا؟ غریب آدمی کی وہ سہولت ہی موجود نہیں ہے، ہونا تو یہ چاہیئے کہ وہ سہولیات ہم دیں اور ہم تین سالوں کی کارکردگی کے حوالے سے یہ سوال اٹھاتے ہیں اور ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کو وہ سہولیات آپ نے دی ہیں، میری جو معلومات ہیں اور جو مجھے سمجھ میں آیا ہے اور تھوڑا سا میں نے اس کو سٹڈی کیا ہے تو جناب سپیکر! امریکہ میں بیٹھا ہوا ایک شخص جاوید برکی وہ Skype پہ Daily basis پہ انسٹرکشنز دیتا ہے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو اور پورا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اس کی انسٹرکشنز پہ چلتا ہے تو یہ ہماری، اچھا ایک بندہ امریکہ میں بیٹھ کے وہ ہمارے حالات اور ہمارے ماحول اور ہمارے کلچر اور ہماری اس پسماندگی میں وہ آکے ہمیں ڈائریکشن دے گا کہ اس کو اس طریقے سے کرنا چاہیئے، اس طریقے سے کرنا ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ عملی طور پر وہ چیز کبھی بھی سامنے آئے گی نہیں اور اس حوالے سے جو ناکامی ہوگی، وہ حکومت کے سامنے آگے بھی آئے گی اور یہ واویلا چھوڑ دیں کہ پچھلی حکومت میں ہمیں وراثت میں کیا ملا، اپنے تین سال کی کارکردگی کو ظاہر کرنا چاہیئے کہ ہم نے کیا کیا؟ جناب سپیکر! کل پٹواری کلچر پر بھی بات ہوئی، میں نے اس دن بھی ذکر کیا تھا اور میں آج پھر بانگ دہل کہتا ہوں کہ پٹواری کلچر میں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پٹوار خانے میں اب وہ کام نہیں ہو رہا ہے تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے، پٹوار خانے میں نہیں اس کے گھر میں جا کر جو کچھ ہوگا، جو کمیشن پٹواری کا ہے، جو پٹواری کا کلچر ہے، شاید اس سختی سے ان پر مزید اس کمیشن میں اضافہ ہوا ہوگا، وہ کمیشن نیچے نہیں آئے گا کہ گورنمنٹ کی طرف سے تھوڑی سی اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے سختی کی ہے اور وہ کمیشن نہیں لیں گے تو عام پبلک کی جو آواز ہوتی ہے، وہ "زبان خلق نقارہ خدا" تو یہ وہ لوگوں کی آواز ہے کہ وہ کمیشن تسلسل کے ساتھ وہ لوگ لے رہے ہیں اور لوگ دے رہے ہیں، یہ بات اگر آپ اپنے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، پارلیمنٹ میں اپنے آپ کو اس تقریر سے تسلی دینا چاہتے ہیں، بے شک دیں لیکن یہ پھر ہوگا دھوکہ، اپنے آپ کے ساتھ دھوکہ ہوگا اور اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہوں گے۔ کل بے روزگاری کے حوالے سے بات ہوئی، ہم روزگار فراہم کریں گے، صنعتیں قائم کریں گے، صنعتوں سے روزگار آئے گا، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم یہ واویلا مچا رہے ہیں کہ آپ کی بد امنی کی وجہ سے تاجر برادری، کاروباری حلقہ، لوگ، پڑھے لکھے لوگ آپ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں، آپ کا

صوبہ چھوڑ رہے ہیں، وہ پاکستان چھوڑ رہے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ ہم صنعتیں لگائیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس دن بھی کہا تھا کہ امن وامان معیشت کے ساتھ لازم وملزوم ہے، جب تک امن وامان کا قیام نہیں ہو گا، معیشت مضبوط نہیں ہو سکتی اور جب معیشت مضبوط نہیں ہو گی تو روزگار آپ کہاں سے دیں گے ؟ روزگار تو آپ تب دے سکتے ہیں کہ جب آپ امن قائم کریں، آپ لوگوں کو یہ ٹرسٹ دلا سکیں اور وہ ٹرسٹ دلانا حکومت کی ذمہ داری ہے اور وہ امن قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن قائم ہو اور آپ لوگوں کو وہ اعتماد دلائیں اور وہ لوگ یہاں پہ بیٹھیں اور پھر کاروبار کریں اور پھر آپ روزگار کی بات کریں کہ ہم روزگار فراہم کریں گے، صنعتوں کا قیام ہو گا اور یہ سب کچھ ہو گا تو تب یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو گا جب آپ قوم کو امن دیں گے، اگر ہو گا یہی جیسے یہ سلسلہ چل رہا ہے، آپ ڈی آئی خان سے لیکر اس پورے صوبے کے اندر نظر دوڑائیں اور اس کے واقعات آپ دیکھیں تو روز کوئی نہ کوئی ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے، کوئی Sectarian کی بنیاد پر، کوئی بھتہ خوری کی بنیاد پر، کوئی فورسز پہ ہو رہے ہیں، تو یہ جو ساری چیزیں ہیں، یہ اس طرف نشاندہی کر رہی ہیں، کمزوری کی طرف نشاندہی کر رہی ہیں اور یہ کمزوری جو ہے، وہ جو آنے والا ٹائم ہو گا وہ بہت بڑے نقصان کا پیش خیمہ ہمارے لئے ثابت ہو گا، تو ہمیں اس طرف توجہ دینا بہت ضروری ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! اسی روزگار کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی تین سالہ پالیسی معدنیات کے حوالے سے، ہمارا صوبہ معدنیات کے حوالے سے مالا مال ہے اور تین سال سے آپ نے اس کی پالیسی کو کہ ہم نئی پالیسی بنا رہے ہیں اور آج تک کوئی پالیسی سامنے نہیں آئی، جب آپ لوگوں کو معدنیات کے حوالے سے سہولت نہیں دیں گے، وہ لیز نہیں دیں گے، آکشن نہیں ہو گی، معدنیات کی پالیسی، تین سال سے سب کچھ بند ہے تو جب آپ یہ نہیں دیں گے تو روزگار کیسے بڑھے گا، لوگوں کو روزگار آپ کس طرح فراہم کر رہے ہیں ؟ دعویٰ جو ہے وہ بالکل تضاد ہے، اس بات کا آپ جو کچھ کر رہے ہیں۔ اگر یہ پالیسی اب تک تین سالوں میں آپ دے نہیں سکے تو قوم کو کیا دیا ہے حکومت نے، ہمیں بتائے کہ ان تین سالوں میں کیوں پابندی لگی ہوئی ہے اور کس طرح آپ روزگار کے مواقع فراہم کر رہے ہیں، کس طرح وہ کاروبار آپ بڑھا رہے ہیں، کم از کم اس حوالے سے کوئی جواب تو ہونا چاہیئے کہ ہم جو دعویٰ کر رہے ہیں وہ حقیقت کے ساتھ مطابقت دکھاتا ہے کہ نہیں ؟ کہ وہ منفی۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب!

قائد حزب اختلاف: اس پہ جاتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب کا بڑا احترام، بس میں احترام کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ضمنی بجٹ پہ، سپلیمنٹری بجٹ پہ آپ کی۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: ایک دو باتیں سپیکر صاحب! یہ بہت ضروری تھیں کیونکہ کل چیف منسٹر صاحب کے حوالے، اس حوالے سے لمبی ایک تقریر آئی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ تھوڑی بہت ہمیں وہ چیزیں بتائیں تاکہ ان کو پتہ ہو، یہ نہ ہو کہ وہ بھی اندھیرے میں رہیں، حکومت بھی اور ممبران بھی اور یہ ان کو پتہ نہ ہو کہ جو چیزیں کہی جارہی ہیں، ان کو عملی شکل کس طرح دینی ہے؟ اگر میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا جو ملک ہے، وہ نیشنل سیکورٹی پالیسی کی بنیاد پہ چلتا ہے، نیشنل سیکورٹی پالیسی کی بنیاد پر چلتا ہے اور جو ہم دعوے کر رہے ہیں نا، وہ سوشل سیکورٹی نظام کی بات کرتے ہیں لیکن آپ مجھے بتائیں کہ جب نیشنل سیکورٹی پالیسی پر ملک چلے گا اور آپ بات کریں گے سوشل سیکورٹی کے حوالے سے تو یہ مطابقت نہیں کہیں گے، آپ کو حقیقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر آپ سوشل سیکورٹی کی طرف جاتے ہیں، آپ لوگوں کو وہ سب کچھ دینا چاہتے ہیں جو ان کا حق بنتا ہے تو آئیں لیجسلیشن کریں اور آپ عام آدمی کیلئے اس طرح کا قانون بنائیں کہ ان کا وہ حق بنتا ہو کہ ان کو تعلیم ملے، ان کو صاف پانی ملے، ان کو گھر ملے، ان کو روزگار ملے، ان کو صحت ملے، صحت کے حوالے سے ان کو وہ ساری سہولیات ملیں، تو آئیں آپ لیجسلیشن کریں اور یہ آپ ایک حق دے دیں ان لوگوں کو تاکہ کل کو اگر کسی کو وہ حق نہ ملے تو وہ کورٹ میں جاسکے اور کورٹ کے ذریعے سے وہ حق لے سکے۔ آئیں ہم اس حوالے سے آپ کے ساتھ تعاون کریں گے لیکن یہ نہیں ہوسکتا، جناب سپیکر! کل اس حوالے سے بھی بات ہوئی، کسٹم ایکٹ کے حوالے سے یہ ہمارے فاٹا اور ان اضلاع کی بات ہوئی، حکومت کہتی ہے کہ ہم نے چوری کی گاڑیوں اور جو نان کسٹم پیڈ گاڑیاں ہیں، اس حوالے سے بات کی تھی، باقی ٹیکسز کے حوالے سے بات نہیں کی تھی، میں ایک بات کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب ایک معاہدہ آپ کا اس علاقے کے ساتھ، سٹیٹ کا معاہدہ اگر سو سال کا معاہدہ ہے کہ ہم ٹیکس نہیں لگائیں گے تو آپ کس طرح سے وہ ٹیکس لگا سکتے ہیں، وہ معاہدہ کدھر جائے گا؟ یہ ملک کی جو بنیادیں ہوتی ہیں وہ اسی بنیاد پر ہوتی

ہیں اور انہی معاہدات کی وجہ سے آج بھی ہم مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں تو انہی معاہدات کی وجہ سے کر رہے ہیں، اگر آپ اس معاہدے کی خلاف ورزی کریں، چاہے اس کو کوئی بھی نام دیں، آپ نان کسٹم پیڈ گاڑی کا نام دیں، چاہے اس کو چوری کی گاڑی کا نام دیں لیکن آپ ٹیکس نہیں لگا سکتے، اگر آپ ٹیکس لگائیں گے تو آپ معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے، چاہے وہ چوری کی گاڑی کے حوالے سے ہو، چاہے وہ دوسرے ٹیکسز کے حوالے سے ہو، جب ایک دفعہ آپ اس کا راستہ کھولیں گے تو پھر تمام ٹیکسز لگائے جا سکتے ہیں اور اگر آپ نے اس معاہدے کا پاس رکھنا ہے تو پھر آپ کوئی ٹیکس نہیں لگا سکتے، آپ نے ٹیکس نہیں لگانا اس میں۔ (تالیاں) تو جناب سپیکر! یہ سنجیدہ باتیں ہوتی ہیں کہ جس کو آپ اس طرح Normally، اچھا مجھے اس پر بھی افسوس ہو رہا ہے کہ اپیکس کمیٹی میں یہ بات سامنے آئی اور پھر ہم نے اس کو تجویز بنا کر پیش کیا کہ اس کو ٹیکس لگانا ہے اور گاڑیوں پر ٹیکس لگانا ہے، یہ اپیکس کمیٹی کا کام تو نہیں ہے کہ وہاں سے وہ تجویز آئے اور ہم اس کو لاگو کریں اور ہم اس کو تجویز دیں کہ یہ ہم نے ٹیکسز لگانے ہیں، یہ تو اسمبلی کا کام ہے، آپ کا کام ہے، حکومت کا کام ہے کہ وہ سوچے، قوم اور عوام کی بھلائی کے حوالے سے وہ بات کرے اور وہ ساری چیزیں سامنے رکھی جائیں تب جا کے ہم اس طرح کے مشورے دے سکتے ہیں یا اس طرح کی بات آگے لا سکیں کہ نہیں یہ ٹیکس لگایا جائے، کیوں لگایا جائے؟ جب ایک معاہدہ ہے، آپ لگا نہیں سکتے، آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے، آپ اس معاہدے کی پاسداری نہیں کریں گے تو پھر یہ ملک کیسے چلے گا، یہ علاقے کیسے چلیں گے، کس طریقے سے آپ اس کو چلا سکتے ہیں؟ تو یہ ایک اہم بات تھی اور میں یہ حکومت کی توجہ اس بات پہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس پہ مضبوط سٹینڈ لینا چاہیئے کہ کوئی بھی ٹیکس اس علاقے پہ نہیں ہونا چاہیئے جب تک معاہدے کے دن پورے نہیں ہوتے، معاہدے کے بعد آپ جو ٹیکس لگانا چاہتے ہیں جناب سپیکر! آپ لگائیں۔ جناب سپیکر! میں حکومت سے اس حوالے سے یہ بھی ایک درخواست کروں گا، یونیورسٹیوں کے حوالے سے اور میں نے خاص طور پر گومل یونیورسٹی کا ذکر کیا تھا کہ وہ مالی بحران کا شکار ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کو وہ گرانٹ ملے اور وہ یونیورسٹی آگے چلے، تعلیمی ادارہ ہے، ہم اسی کی بات کرتے ہیں اور تعلیم پہ زیادہ زور دیتے ہیں لیکن جو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے بالکل اگر اس پہ توجہ نہیں دی جا رہی تو پھر تعلیم کیسے حاصل ہو گی اور وہ یونیورسٹی کیسے آگے چلے گی؟ اگر

آپ اس کو گرانٹ نہیں دیتے، آپ اس کو پیسے نہیں دیتے تو وہ لازمی بات ہے کہ ان کے ریسورسز کو بڑھایا جائے، اس کو اس بنیاد پر لایا جائے تاکہ وہ خود کفیل ہو اس حوالے سے اور وہ تعلیم دے سکے اور پھر وہ علاقہ جو دہشتگردی اور اس کے زمرے میں آیا ہو، بم بلاسٹنگ اور کتنے نقصانات اور اس کے ساتھ ٹرائبل کا علاقہ لگتا ہو تو وہاں تو اور ضرورت ہوتی ہے کہ آپ تعلیم دیں، جب تعلیم آئے گی تو اس طرح کے مسائل ختم ہوں گے، تعلیم کے مواقع مزید آپ دیں گے تو وہ ختم ہوں گے اور ایک بات کل چیف منسٹر صاحب نے اور کہی تھی اور وہ یہ تھی، لفٹ کینال کے حوالے سے انہوں نے بات کی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ بالکل ہم تمام نے پوری حکومت کی طرف سے، اپوزیشن کی طرف سے ہم نے فیڈرل سے اس حوالے سے جو احتجاج کیا یا آواز اٹھائی، سب نے مل کے اٹھائی ہے اور آج اگر اس پراجیکٹ پر، بہت بڑا پراجیکٹ ہے جناب سپیکر! کوئی چھوٹا پراجیکٹ نہیں ہے، 120 ارب روپے کا اگر یہ پراجیکٹ ہے تو یہ صرف 120 ارب روپے کے حوالے سے آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں لیکن جو اس کے فوائد ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا جو صوبہ ہے، اناج کے حوالے سے ہم اگر دوسرے صوبوں سے اور دوسرے ملکوں سے شاید منگوائیں تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ دے سکیں گے لیکن یہ بات یہاں پہ واضح کرنا بہت ضروری ہے کہ 35% پراونشل گورنمنٹ دے رہی ہے اور 65% فیڈرل گورنمنٹ دے رہی ہے اور اس بنیاد پر یہ منصوبہ سٹارٹ ہوگا اور آگے چلے گا۔ اس دفعہ جو PSDP میں پیسے رکھے ہیں فیڈرل گورنمنٹ نے اور اس کیلئے فیڈرل گورنمنٹ نے جو ایلوکیشن رکھی ہے تو مجھے یہ امید ہے کہ ان شاءاللہ اس سے یہ منصوبہ شروع ہوگا اور یہ ہمارے صوبے کی میں سمجھتا ہوں کہ ایک ریڑھ کی ہڈی کی حثییت رکھے گی کہ اگر یہ منصوبہ مکمل ہوتا ہے تو اس سے ہمارا پورا صوبہ اناج کے حوالے سے اور ان مشکلات سے وہ نکل سکتا ہے، تو یہاں میں سمجھتا ہوں کہ میں نے پہلی تقریر میں بھی یہی ذکر کیا تھا کہ آپ اس کا ذکر تو کرتے ہیں کہ یہ مرکز کا PSDP کا حصہ ہے اور آپ اپنے بجٹ میں اس کو Show کریں لیکن اس کو تفصیل سے Show کریں کہ آپ کی Percentage کیا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کی Percentage کیا ہے؟ تو میں اس حوالے سے ایک اس بجٹ کی تقریر اور یہ ساری چیزیں اپنی جگہ پر ہوئیں۔ میں آپ کی توجہ بھی اس مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا ایوان ہے اور اس کی عزت اور وقار بھی ہمارے ہاتھوں میں ہے، اگر اس کی عزت اور وقار کو نہیں بڑھائیں گے اور اس کو

Maintain نہیں رکھیں گے تو پھر آپ کا مذاق اڑایا جائے گا۔ چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، میں یہ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں سپیکر صاحب! آپ بیٹھے ہیں، پریولج موشنز آتی ہیں ممبران کی طرف سے اور ان پریولج موشنز کا مذاق اڑایا جاتا ہے، ڈپٹی سپیکر صاحبہ بیٹھی ہیں، پریولج کمیٹی کی چیئرپرسن ہیں اور انہوں نے ایک فیصلہ دیا کمیٹی میں اور جو تحریک استحقاق میں نے پیش کی تھی، میں نے آپ ہی کے حوالے سے بات کی تھی کہ سپیکر کی عزت کا مسئلہ ہے، ایوان کی عزت کا مسئلہ ہے کہ جب ایک چیز Decide ہو گئی اور کمیٹی میں Decide ہوئی اور جناب سپیکر! تین دفعہ Reminders جا چکے ہیں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اور اس پریولج کمیٹی میں ڈپٹی سپیکر صاحبہ بیٹھی ہیں، وہ بات کریں، بات کرنا چاہتی ہیں تو اس پہ بات کریں گی کہ تین دفعہ اس سیکرٹری کو بلایا گیا، وہ سیکرٹری حاضر نہیں ہوا۔ (شیم شیم کی آوازیں) نہیں آیا اس کمیٹی میں، اس کو کمیٹی میں آنا چاہیئے، بات تو کرے وہ لیکن وہ کمیٹی میں نہیں آنا چاہتا ہے، وہ اپنے آپ کو اس کمیٹی سے، پارلیمنٹ کی کمیٹی سے بالاتر سمجھتا ہے کہ وہ نہیں آرہا ہے، اچھا جو آپ فیصلے دیتے ہیں اور تین لیٹرز لکھے جا چکے ہیں، Reminders دیئے جا چکے ہیں، اس پہ عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے تو میں چیف منسٹر کے سامنے بھی یہ بات پیش کر رہا ہوں کہ یہ آپ کی بیوروکریسی ہے، جس کے حوالے سے آپ نے کل بات کی تھی، میں تو صرف ایک ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں کہ اس کے سیکرٹری نے ابھی تک اس پہ جو ایک کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے، اس پہ عملدرآمد نہیں ہو رہا اور آپ کے دوسرے پریویلجز جو ممبران نے پیش کئے، ان کے ساتھ بھی یہی حال ہو رہا ہے تو آخر ہمیں بتایا جائے کہ اس کا کیا حل ہو گا؟ اگر آپ نے اس پارلیمنٹ کا وقار نہیں رکھنا ہے اور آپ کی کمیٹی بیٹھی ہے، آپ بھی کمیٹی میں فیصلے کریں، اس پہ عملدرآمد نہ ہو، سپیکر صاحب لکھیں اور سپیکر کے ساتھ Commitment ہو، اس کی دھجیاں اڑائی جائیں تو پھر کیا ہو گا؟ یہ ذمہ داری تو کم از کم حکومت لے اور اس پہ بات کرے، یہ تو ممبران کا حق ہے ورنہ تو یہ پریولج کمیٹی ہی ختم کر دیں یا پھر پریولج کمیٹی کے فیصلوں پر عملدرآمد کرنا پھر بہت ضروری ہے۔ میں اجازت چاہتا ہوں، بہت بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> آپ کی بہت مہربانی، میں اس حوالے سے چیف منسٹر صاحب!۔۔۔۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): جناب سپیکر صاحب! مولانا صاحب نے ایک دو باتیں کیں جس کی میں صرف وضاحت دینا چاہتا ہوں کہ ایک آپ نے لفٹ کینال کی بات کی، Definitely ہم تو ہمیشہ ہی یہ کہتے ہیں کہ اس میں 35 پرسنٹ ہمارا ہے اور 65 وفاق کا ہے اور ہم احسان مند ہیں اور آپ سے بھی مطالبہ کریں گے کہ انہوں نے اس سال ایک ارب روپیہ رکھا ہے اور ہم نے اپنا شیئر رکھا ہے، یعنی دونوں مل کر کوشش کریں گے کہ پیسہ زیادہ ملے تاکہ زمین کے کم سے کم پیسے ہم بھی پورے کر سکیں اور وہ بھی کر سکیں تب ہی جا کر کام ہو گا تو یہ مل کر کریں گے۔ دوسری آپ نے کسٹم والی بات کی اور یقیناً یہ ایک ایسا معاملہ پیش آیا کہ انجانے میں یا کوئی جلد بازی میں بات ہو گئی، پھر جب ہم نے خود Realize کیا کہ یہ ٹھیک نہیں ہوا، پھر میں نے وہ سارا جو Agreement تھا دیر گورنمنٹ کا اور سوات گورنمنٹ کا گورنمنٹ آف پاکستان کے ساتھ، اس Agreement میں لکھا ہے کہ اگر پراونشل گورنمنٹ Recommend کرے تو فیڈرل گورنمنٹ پھر وہ ٹیکس لگا سکتی ہے، اب میں نے کہا کہ یہ مسئلہ ہو گیا صوبائی حکومت میں، میں نے سمری منگوا کر Through proper channel وہ سارا کچھ میں نے Undo کر دیا، میں نے ان کو بھیج دیا ہے کہ ہماری طرف سے یہ بالکل Undo ہے کہ یہ ٹیکس جو میں نے سارا دیکھا ہے، اس کے مطابق یہ پھر نہیں لگنا چاہیئے اور نہ لگے گا، تو میں آپ سے مدد چاہوں گا کیونکہ آپ بھی وفاق میں ہیں، کیونکہ اتنا ہنگامہ ڈالنے سے، میں نے آج بھی فنانس منسٹر کو خط لکھا ہے کہ اس کو Immediately واپس لیں تو اگر ہم ان سے ٹائم لیں اور بیٹھ کر بات کر لیں، یہ خط و کتابت سے ویسے ہی لانجے خراب ہوتے ہیں، تو بہتر یہی ہو گا میرا خیال ہے کہ ہم مل کر اور As an Opposition Leader اور میں مل کر ان سے بات کرتے ہیں اور بات سے ان شاءاللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ شور مچانے سے ہنگامہ ڈالنے سے میرا خیال ہے کہ بہتر ہے کہ ہم ان کو بتا سکیں کہ یہ غلط ہے اور In writing ہم نے بتا دیا ہے تو امید ہے کہ ہم مل کر ہی حل کر سکیں گے۔۔۔۔۔

ایک رکن: اور وہ سیکرٹری والی بات۔

جناب وزیر اعلیٰ: اوہو جی، سوری، سوری، اچھا میں Specially منسٹر ایجوکیشن کو تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اور ہر منسٹر کو اور ہر سیکرٹری جو یہاں بیٹھے ہیں کہ یہ کوئی مذاق نہیں ہے کہ کمیٹی بلائے اور وہ نہ آئے۔ سپیکر

صاحب سے میری ریکویسٹ ہے کہ اگر کوئی نہیں آتا تو اس کے خلاف ایکشن لینا کونسی بڑی بات ہے، میرے پاس بھیج دیا کریں، میں ایکشن لوں گا، مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے (تالیاں) کیونکہ اگر ہم کمیٹیوں میں اورا تنی بااختیار کمیٹی جنہوں نے فیصلے کرنے ہوتے ہیں اور سپیکر صاحب کے پاس تو اختیار بھی ہے کہ جیل بھی بھیج سکتے ہیں، ایک دو کو جیل بھیج دیں تو تھوڑا ڈر بھی پیدا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میں بالکل، میں Summon بھی کر سکتا ہوں، میں تھرو وارنٹ، میں نے میڈم کو کہا ہے کہ آپ مجھے فائل بھیج دیں، میں وارنٹ جاری کروں گا اور تھرو پولیس اس کو کمیٹی میں لے کر آؤں گا۔ جی، عاطف خان چونکہ ایک پرسنل وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

محترمہ مہرتاج روغانی (ڈپٹی سپیکر): جناب! اس کے بعد مجھے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بس چلیں، عاطف خان! بات کر لیں۔

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): شکریہ، جناب سپیکر صاحب! میں صرف دو موضوعات پہ بات کروں گا کیونکہ مولانا صاحب نے تو کافی تقریباً سارے Angles، سارے ڈیپارٹمنٹس ہی Cover کئے لیکن میں صرف ایک دو پہ بات کروں گا۔ نمبر ون جو کہ اکثر اتنی اس کی Coverage نہیں آتی یا اس پہ اتنی بات نہیں ہوتی، اچھا موقع ہے کہ آپ کو بھی پتہ چل جائے، یہاں پہ میڈیا والے بھی بیٹھے ہوئے ہیں، جو شکیل درانی صاحب کی سٹیٹمنٹ آئی ہے اس کے حوالے سے، جو انہوں نے خط لکھا ہے جس پہ ان کو اعتراضات تھے یا ان کو Difference of opinion ہے، ہر جگہ Difference of opinion ہو سکتا ہے کہ جی میں کہوں کہ یہ کام اس طریقے سے بہتر ہو سکتا ہے، کسی اور کی رائے ہو کہ جی اس طریقے سے بہتر ہو سکتا ہے، وہ تو ہر جگہ ہوتا ہے، ان کا اور ڈیپارٹمنٹ کا Mainly difference of opinion یہ تھا کہ ایک فیصلہ ہوا تھا حکومت کا کہ وہ PEDO کو کارپوریٹ سیکٹر پہ چلانا چاہتے تھے کہ جس طریقے سے کارپوریٹ سیکٹر میں کام ہوتا ہے کمپنی بنا کے، جس طرح WSSP بنائی ہے، جس طرح سے یہ باقی کمپنیز بنی ہیں اور اس کے تھرو کام ہوتا ہے تو اس کو بھی کارپوریٹ کمپنی بنا کے اس کے طریقے سے کام ہو تاکہ ٹرانسپرنسی ہو، کام تیز ہو اور Market based لوگ آئیں، Usually بیوروکریسی کے جو لوگ ہوتے ہیں، اس طریقے کے نہ ہوں، تو ان کا یہ خیال تھا کہ جی اس طریقے پر آپ کام نہ کریں کیونکہ وہ

بیوروکریٹ تھے، واپڈا کے چیئرمین رہے تھے تو ان کا خیال تھا کہ اس طریقے سے کام کیا جائے، تو وہ Basic difference اس سے تھا۔ پھر نمبر دو جو ان کو ایک اعتراض تھا، وہ Mini and Micro جو پاور پراجیکٹس ہیں، اس پہ وہ کہہ رہے تھے کہ جی یہ چھوٹے چھوٹے پراجیکٹس ہیں، یہ آپ نہ کریں اور بڑے پراجیکٹس کریں، تو ہم نے انہیں کہنے کی کوشش کی کہ بڑے پراجیکٹس تو ہم کر ہی رہے ہیں لیکن یہ چھوٹے پراجیکٹس پہ آپ اعتراض نہ کریں کیونکہ نمبر ون ایک تو وہ ان دور افتادہ علاقوں میں ہیں جہاں پہ Off Grid ان کے پاس بجلی کے کنکشنز ہیں ہی نہیں یا ان علاقوں میں جہاں پہ بجلی کا کنکشن تو ہے لیکن وہاں پہ 18 گھنٹے بجلی نہیں ہوتی ہے تو اس واسطے ہم نے سوچا کہ اس پہ کام تیز کیا جائے اور 356 جو بن رہے ہیں، اس وقت 356 جن میں سے 53 کمپلیٹ ہو گئے ہیں، ان سے ساڑھے تین لاکھ لوگوں کو تقریباً سستی بجلی کہہ لیں یا مفت بجلی کہہ لیں، مفت تو نہیں، یہ روپیہ دو روپیہ یونٹ ہو گا، وہ ملے گی اور اسی طرح اگر وہ ایک ہزار تک پہنچ گئے جو کہ ہمارا پلان ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانے کا، تو ان سے دس لاکھ لوگوں کو ان شاء اللہ تعالیٰ سستی بجلی ملے گی، ایک روپے یونٹ یا دو روپے یونٹ، حکومت ان سے کچھ چارج نہیں کرے گی تو ایک تو اس چیز پہ ان کو اعتراض تھا۔ تیسرا جو میرے خیال میں باقی چھوٹی چھوٹی باتیں تھیں کہ جی PEDO کے چیئرمین جو ہیں، PEDO تو چھوٹا ادارہ ہے اور واپڈا تو اس سے ایک ہزار گنا بڑا ادارہ ہے، تو میں جب واپڈا کا چیئرمین تھا تو میری ساڑھے چھ لاکھ روپے تنخواہ تھی تو اس کی تنخواہ بارہ لاکھ روپے کیوں ہے؟ یہ تو میرے خیال میں اس سے لوگ جو اس میں کام کرتے ہیں تو اس حساب سے وہ اگر حساب کتاب لگایا جائے کہ جی یہ بڑا ادارہ ہے، اس میں بڑے لوگ کام کرتے ہیں تو پھر تو میرے خیال میں میرے ڈیپارٹمنٹ میں دو لاکھ چار ہزار لوگ کام کرتے ہیں تو میری بھی شاید دو تین لاکھ تنخواہ ہونی چاہیئے لیکن جو سارے منسٹرز کی تنخواہ ہے، اتنی تنخواہ میری بھی ہے، یہ تو میرے خیال میں اس پہ تو نہیں Depend کرتا کہ اس میں لوگ کتنے کام کرتے ہیں، کارپوریٹ سیکٹر کا اور گورنمنٹ ادارے کا فرق ہوتا ہے، ان کی کنٹریکٹ جاب ہے، نہ کوئی جاب سیکورٹی ہے، نہ کوئی پنشن ہے، تو Obviously اس میں فرق ہوتا ہے۔ پھر دوسری بات جو ان کی تھی کہ کام Slow ہو رہا ہے، کام تیز نہیں ہو رہا تو اس پہ بالکل ہو سکتا ہے کہ وہ بہت تیز کام کرنے کے عادی ہیں، واپڈا میں وہ رہے ہیں، بیوروکریٹ رہے ہیں، چیئرمین رہے ہیں اور ہم لوگوں نے اتنا تیز کام نہ کیا ہو، مجھے تو

پتہ نہیں ہے کہ وہ پانچ سال واپڈا کے چیئر مین رہے ہیں تو آپ لوگ گواہ ہیں اگر اس ملک میں بجلی کا مسئلہ حل ہوا ہو، اگر واپڈا میں کرپشن کم ہوئی ہو، اگر واپڈا نے کوئی بہت زیادہ ڈیمز بنائے ہوں، اگر واپڈا کوئی بہت زیادہ اچھی مینجمنٹ کمپنی ہو تو میں یہ کہوں گا کہ جی وہ بہت اچھے طریقے سے واپڈا چل رہا تھا اور یہاں PEDO اچھے طریقے سے نہیں چل رہا تھا، تو یہ ہمارا قصور ہے لیکن آپ اس کے میرے خیال میں سارے گواہ ہوں گے کہ WAPDA one of the worst managed Company in Pakistan, one of the worst managed Company, one of the most corrupt Company in Pakistan جس کے یہ پانچ سال چیئر مین رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی PEDO ٹھیک طریقے سے نہیں چل رہا تو مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پہلے بندہ خود اپنی اگر Self accountability کرے کہ جی میں پانچ سال واپڈا کا چیئر مین رہا ہوں، میں نے وہاں پہ کیا کیا ہے کہ میں یہاں پہ اعتراض کر رہا ہوں، پھر اس کے بعد ایک انہوں نے کہا کہ جی Mini and Micro کے افتتاح کیلئے یہ گئے ہیں اور ہیلی کاپٹر میں گئے ہیں تو پانچ ارب 20 کروڑ روپے کا جو منصوبہ ہے، پانچ ارب 20 کروڑ کا اور جس سے ساڑھے تین لاکھ لوگوں کو سستی بجلی ملے گی تو اگر اس کیلئے چیف منسٹر کا ویسے بھی اختیار ہے، چیف منسٹر ویسے بھی خود یا اگر کسی منسٹر کو بھیجنا چاہے تو ہیلی کاپٹر اسی لئے ہوتا ہے، وہ اس کو Use کر سکتے ہیں تو میرے خیال میں جیسا کہ ایک آدمی واپڈا کا چیئر مین رہا ہو، چیف سیکرٹری رہا ہو اور وہ ان باتوں پہ اعتراض کرتا رہے کہ جی یہ ہیلی کاپٹر میں کیوں گئے ہیں اور چترال کیوں گئے ہیں تو یہ میرے خیال میں بہت نامناسب بات ہے۔ پھر اس کے علاوہ انہوں نے کچھ اعتراضات کئے ہیں جو کہ کچھ Genuine ہیں، کچھ Genuine نہیں ہیں، Difference of opinion بھی ہے، مجھے کل ایک ٹی وی اینکر نے کہا کہ جی انہوں نے کرپشن کا الزام لگایا ہے۔۔۔۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> جناب سپیکر!

<u>وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم:</u> مولانا صاحب اگر میری بات سن لیں تو سپیکر صاحب! زیادہ بہتر ہو گا۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> مولانا صاحب! آپ کی Attention چاہتے ہیں۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: تو مجھے کل ایک ٹی وی اینکر نے کہا کہ جی انہوں نے کرپشن کا الزام لگایا ہے، مجھے پتہ نہیں ہے کہ انہوں نے لگایا ہے یا نہیں لگایا، انہوں نے لگایا ہے یا نہیں لگایا ہے؟ انہوں نے جو لیٹر لکھا ہے، اس میں کوئی کرپشن کا وہ نہیں لگا ہے لیکن میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وہ میرے اوپر کرپشن کا الزام لگائیں، میں انہیں عدالت میں لے کے جاؤں گا اور وہاں پھر وہ ثابت کریں گے کہ کرپشن میں نے کی ہے کہ نہیں کی ہے لیکن ابھی تک میرے سننے میں نہیں آیا کہ انہوں نے لگایا ہے کہ نہیں لگایا؟ پھر اس کے بعد اس کی کارکردگی کے حساب سے مولانا صاحب کہتے ہیں کہ آپ پچھلی حکومت کا ذکر نہ کریں لیکن ہمیشہ مولانا صاحب! مجبوری یہ ہوتی ہے کہ آپ کہیں نہ کہیں Comparison کیلئے کوئی چیز رکھتے ہیں، مطلب میں نے کل ٹی وی انٹرویو میں بھی کہا ہے کہ You should compare orange with orange and apple with apple، اگر آپ پرانی حکومت سے Comparison نہیں کریں گے تو کس چیز سے Comparison کریں گے؟ اگر ہم یہ کہیں کہ جی ہم نے کام کیا ہے، آپ کہیں گے کہ نہیں کیا تو مطلب کسی چیز سے تو Comparison کریں گے نا، میں نے اس دن بھی کہا کہ جی تقریباً 56 میگاواٹ (منصوبے) پچھلی گورنمنٹ نے شروع کئے تھے آپ کے دور حکومت میں پانچ سال میں، ہمارے اپنے دور حکومت میں 214 میگاواٹ پہ کام شروع ہے اور 49 میگاواٹ اس کے علاوہ جو Mini and Micro کا ہے، ٹوٹل ملا کر 249 میگاواٹ ہے جس پہ کسی نہ کسی سٹیج پہ کام شروع ہے۔ پھر اس کے علاوہ ایک جو پرائیویٹ سیکٹر کی جو Mainly investment ہے کہ اس صوبے میں آج تک ایک میگاواٹ Only one Megawatt پرائیویٹ سیکٹر میں Investment آئی ہے اور اس وقت جو ہم نے Ad دی ہے، International Ad، لوکل اخباروں میں نہیں، پوری دنیا میں International Ad ہم نے دی ہے 666 میگاواٹ کیلئے، اس میں کوئی 72 رجسٹریشنز تھیں، 56 کمپنیاں آئی ہیں، انٹرنیشنل کمپنیز ہیں، بہت بڑی بڑی کمپنیز بھی ہیں، پاکستانیوں کے ساتھ Joint venture بھی ہے 666 میگاواٹ، جس کی سکروٹنی ہو رہی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ دو تین مہینے کے اندر ان کی جب سکروٹنی ہو جائے گی تو کنٹریکٹ ان کو ایوارڈ کر دیا جائے گا اور یہ میں آپ کو ایک فگر بتا رہا ہوں جو کہ میڈیا بھی یہاں بیٹھا ہوا ہے، آپ لوگ بھی سارے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ایک آپ فگر سن لیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری امید ہے کہ یہ ہو

جائے گا666 میگاواٹ،اس سے دو سو ارب روپے کی Investment اس صوبے میں آئے گی،دو سو ارب روپے کی Investment جو کہ اس صوبے کی تاریخ میں کبھی دو سو ارب روپے کی Investment نہیں آئی،تو آئے گی اسلئے کہ میں نے کل اس میں بھی بولا کہ یہ جو ہائیڈل پراجیکٹس ہوتے ہیں، یہ نہ کوئی دکان ہوتے ہیں، نہ کوئی پرائمری سکولز ہوتے ہیں۔ ان حالات میں اگر اس صوبے میں کوئی Private Investor اربوں روپے لے کے آتا ہے،اربوں روپے، تو وہ بہت سوچے گا، بہت Feasibility دیکھے گا، ہر ایک چیز کرے گا اور پھر یہ نہیں کہ آپ اسے کہیں کہ جی آجائیں اور وہ 50 ارب روپے لے کے آجائے گا کہ جی میں نے یہاں پہ ایک پلانٹ لگانا ہے،اربوں روپے اگر کوئی بھی لگائے، میں بھی لگاؤں گا تو میں بھی بہت سوچوں گا، آپ بھی لگائیں تو آپ بھی بہت سوچیں گے، ہمیشہ ہائیڈل پراجیکٹس جو ہوتے ہیں، اس کی Feasibility میں بھی ٹائم لگتا ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک دفعہ شروع ہو جائے ان شاءاللہ تعالیٰ تو ہو سکتا ہے کہ ہمارے دور حکومت میں نہ کمپلیٹ ہو، کسی اور کی حکومت ہو، کسی اور کی حکومت ہو لیکن کم از کم یہ 666 میگاواٹ پاکستان کو بجلی سپلائی ہو گی اور اس صوبے میں Investment آئے گی، لوگوں کو روزگار ملے گا۔ پھر اس کے علاوہ انہوں نے کہا جی، وہ ایک پراجیکٹ ہے جس میں Escalation ہوئی، کمپنی کو Payment کی گئی زیادہ، جو بھی پراجیکٹس ہوتے ہیں، اس میں ہمیشہ Escalation ہوتی ہے، ہمیشہ Escalation ہوتی ہے پراجیکٹس میں، یہ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہے اور یہ کوئی پاکستان میں نیا کام نہیں ہے، کبھی کچھ پراجیکٹس میں ڈیزائن کی وجہ سے، ڈیزائن اس کا چینج ہو جاتا ہے، اس کی Cost میں چینج آجاتی ہے، کبھی ٹائم فریم کی وجہ سے Relevant forums ہوتے ہیں کہ جی اگر اتنی Cost میں Escalation آئی، یہ Relevant forum ہے، اس سے اس کی Approval لینی پڑے گی، اتنی Cost کی Escalation آجائے، اس Relevant forum سے، ہر ایک Relevant form سے اس کی Approval لی گئی ہے جو بھی Cost کی Escalation ہوئی ہے۔ پھر اس کے علاوہ ایک اور پوائنٹ بتایا گیا کہ جی دو پراجیکٹس کمپلیٹ ہیں اور اس سے بجلی نہیں جا رہی نیشنل گرڈ میں تو اس سے اتنے کروڑ روپے کا صوبے کو نقصان ہو رہا ہے، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنا Experienced آدمی، ایک پراجیکٹ میں پیسکو نے اس کی ٹرانسمیشن لائن بچھانی ہے، پیسکو کو دو سال سے Continuously letters ان کے

پاس جانا، پیسے جمع کرانا، ہر طریقے سے ان کو کوشش کی گئی تھی کہ ٹرانسمشن لائن بچھائیں، ابھی مثال کے طور میں سمجھانے کیلئے صرف سادہ الفاظ میں ایک سکول میں ٹرانسفارمر لگانا ہے، ہم تو یہ کر سکتے ہیں کہ ٹرانسفارمر کیلئے پیسکو کے پاس پیسے جمع کرائیں، ابھی پیسکو اگر ٹرانسفارمر نہیں لگاتا تو اس میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کیا قصور ہے؟ اسی طرح پراجیکٹس اگر کمپلیٹ ہیں اور پیسکو اس کی ٹرانسمیشن لائن نہیں بچھارہا تو اس میں PEDO کا کیا قصور ہے؟ پھر اس کے علاوہ جو دوسرا پراجیکٹ ہے، NTDC نے اس کی ٹرانسمیشن لائن بچھانی تھی، NTDC نے اس کی ٹرانسمشن لائن نہیں بچھائی ابھی تک، Continuous ان کو یاد دہانی کی، میٹنگز کیں، تو صرف یہ Pointout کرنا چاہتا ہوں کہ مسئلے ہیں لیکن اس میں کوئی ایسی والی بات نہیں ہے، نہ کوئی کرپشن والا Element ہے، خود انہوں نے استعفیٰ دیا، چیف منسٹر صاحب نے سمری پہ لکھا کہ جی وہ میں Approve کرتا ہوں، ان کا Resignation approve کرتا ہوں اور ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے جو Points raise کئے ہیں، اس کے اوپر گورنمنٹ PEDO Board کے ساتھ ان پوائنٹس کو اٹھائے اور اس کو ایڈریس کرے، یہ نہیں کہ انہوں نے کوئی بات چھپائی، انہوں نے اسی سمری میں جس سمری میں ان کے Resignation کو Accept کیا، اس میں یہ لکھا کہ چیئرمین صاحب نے جو پوائنٹس اٹھائے ہیں، ان کو سامنے لاکر ان کو ڈسکس کیا جائے تاکہ بات صاف ہو جائے، اگر یہ مسئلہ ہے تو وہ مسئلہ حل ہو۔ اس کے علاوہ پھر جناب سپیکر صاحب! تھوڑا سا مجھے اور ٹائم دیں گے، مولانا صاحب نے ایجوکیشن کی بات کی، میں Inshort زیادہ ٹائم نہیں لوں گا، صرف کوشش کروں گا کہ تھوڑا اس میں بتا سکوں، اعتراض نہیں کروں گا، صرف جو Positive چیزیں ہیں، وہ بتانے کی کوشش کروں گا۔ جب ہماری حکومت آئی، اس وقت بارہ ہزار ٹیچرز کم تھے، سارے ممبرز کہتے تھے کہ ٹیچرز نہیں ہیں، ٹیچرز نہیں ہیں، پچیس ہزار ٹیچرز الحمدللہ بھرتی ہو چکے ہیں NTS پہ، اس دفعہ مزید پندرہ ہزار اور اگلے سال مزید پندرہ ہزار، تو اس دوران ہم ان شاء اللہ تعالیٰ پچپن ہزار ٹیچرز مزید بھرتی کرلیں گے (تالیاں) جو کہ میرے خیال میں آپ نے کوئی یہ نہیں سنا ہوگا کہ جی کوئی رشتہ دار، کوئی سیاسی ورکر، کوئی رشوت، کوئی وہ نہیں، اگر ہوتا تو سامنے آجاتا، الحمدللہ کافی بہتری سے، پھر اس کے علاوہ سزا اور جزا کا جو سسٹم ہم نے شروع کیا ہے، مانیٹرنگ سسٹم آیا ہے، اپوزیشن کے ممبرز بھی خود کہتے ہیں کہ جی کم از کم ٹیچرز سکول جانا شروع

ہوئے ہیں، وہ اچھا پڑھائیں برا پڑھائیں، وہ ایک الگ ایشو ہے لیکن کم از کم ٹیچرز سکول جانا شروع ہوئے ہیں جو کہ پہلے Percentage تھی جو کہ Habitual تھے، نہیں جاتے تھے، Political backing تھی، سفارشیں تھیں لیکن ابھی مانیٹرنگ کی وجہ سے وہ بہتر ہوئی ہے۔ پھر اس کے بعد ٹیچرز ٹریننگ ہم نے پچھلے سال بھی کی، اس سال ہمارا برٹش کونسل کے ساتھ Agreement ہونے لگا ہے جو کہ 83 ہزار ٹیچرز کو ان شاءاللہ تعالیٰ ہمارے Train کریں گے، پھر اس کے علاوہ ایک سکول میں میں جاتا تھا تو وہاں Play area کوئی نہیں ہوتا تھا پرائمری سکولز میں، جب میں نے پوچھا کہ جی کیوں Play area یہاں نہیں ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی نے کہا نہیں ہے، اب یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ بچے تو بچے ہیں، چاہے وہ پرائمری سکول کے ہوں، چاہے وہ گورنمنٹ سکول کے ہوں، چاہے وہ پرائیویٹ سکول کے ہوں، تو ہم نے 2006 سے سکولوں میں، پرائمری سکولوں میں Play areas بنا دیئے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ اگلے دو سالوں میں ہمارا پلان ہے کہ دس ہزار پرائمری سکولز میں ہم Play area بنائیں گے۔ چھوٹی سی چیز ہے لیکن جب آپ وہاں سکول میں جاتے ہیں، ہم جب بچے تھے، مجھے یاد ہے کہ ہم کتنے خوش ہوتے تھے Play area میں جا کے، تو اگر ان بچوں کی خوشی آپ دیکھ لیں کہ وہ بچے کتنے خوش ہوتے ہیں تو میرے خیال میں یہ ان پیسوں سے زیادہ نہیں ہے جو اس پہ لگتے ہیں، چھوٹے چھوٹے کام ہیں۔ اسی طرح سے Basic missing facilities، Basic missing facilities کا میں تقریباً تیرہ چودہ ارب روپے دیئے جا چکے ہیں، اس سال مزید ہمارا کافی بڑا بجٹ ہے، جو مسئلے مسائل تھے کہ جی بجلی نہیں ہے، پانی نہیں ہے، باتھ روم نہیں ہے، میں کہہ رہا ہوں اس کے ساتھ میں ضرور، یہ میرے خیال میں Heading یہ ہو گی، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے، میں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کام ہو رہا ہے لیکن مزید بہتری کی گنجائش ہے، مزید ہم نے بہت کام کرنا ہے، ایک سٹینڈرڈ پر لانے کیلئے Basic missing facilities میں کام ہوا ہے۔ اس کے آخر میں صرف کہوں گا کہ ایک سروے آیا ہے جس میں 34 ہزار بچے، 34 ہزار پرائیویٹ سکولوں سے Move ہو کر سرکاری سکولوں میں آئے ہیں، 34 ہزار بچے، (تالیاں) یہ میرے خیال میں اس کا ایک Trend reversal ہے کہ جو سرکاری سکولوں سے پرائیویٹ سکولوں میں جاتے تھے، کم از کم امید کی ایک کرن ہے کہ لوگوں کا تھوڑا بہت اعتماد بحال ہو رہا ہے

گورنمنٹ سیکٹر پہ، گورنمنٹ کے سکولوں پہ، لیکن ساتھ ساتھ میں یہ آخری بات کروں گا کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ 41لاکھ بچے دولاکھ چار ہزار لوگوں کو تقریباً30ہزار سے کچھ کم سکولز، یہ سال میں، دوسال میں اگر ہم یہ کہیں گے کہ جی یہ ایچی سن بن جائیں گے یا بیکن ہاؤس یا سٹی سکول بن جائیں، یہ سال، دوسال، تین سال میں نہیں ہوں گے، یہ Continuous effort ہے، یہ میں آج ایجوکیشن منسٹر ہوں، میں اپنی کوشش کروں گا، کل کو ان شاءاللہ تعالیٰ کوئی اور ہو، بابک صاحب ہو، پھر کوئی اور ہو، پھر کوئی اور ہو، یہ Continuous effortہو گی تو پھر جاکے یہ مسئلہ حل ہوگا، یہ صرف ایک دفعہ سے یا سال، دوسال سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سردار حسین بابک! سردار حسین صاحب پوری بات کریں گے، You don't worry، موقع ملے گا، سب کو موقع ملے گا۔ (مداخلت) مسلم لیگ کی طرف سے آپ کرلیں گے۔

جناب سردار حسین: شکریه سپیکر صاحب. زما خو دا خیال وو چې مونږ خپل تجاویز او خپل تحفظات وړاندې کیږدو نو وزیران صاحبان یا حکومت به جواب ورکړی خو بهرحال عاطف خان روژه کښې ډیر زیات خان اوکړولو، بیا به ورته زما یقین دا دے چې د کړاؤ موقع راځی نو. سپیکر صاحب! مولانا صاحب اپوزیشن لیډر نن ډیر په ډیټیل سره خپل سپیچ کښې زما یقین دا دے چې هر سیکټر چې دے هغوی Cover کړو او بیا د ضمنی بجټ په حواله تقریباً تقریباً چې ما اوکتل په هر ډیپارټمنټ باندې هغوی خبره اوکړه. سپیکر صاحب! ظاهره خبره ده چې ضمنی بجټ چې دے، دا آئینی خبره ده څنګه چې د خزانې وزیر صاحب هم پخپل تقریر کښې وئیلی دی، دا څه غیر آئینی خبره نه ده خو ظاهره خبره ده چې دا ضمنی بجټ راځی، په هغې باندې مونږ ټول پوهیږو چې دا د څه مجبورو تحت، د څه ضروریاتو تحت، خدائے مه کړه د ایمرجنسی په تحت باندې هغه راځی. چې دا څومره سیکټرز مونږ ګورو چې دا کوم فګر دوئ بنائی، په دیکښې یو سیکټر دا دے، یو فګر دا دے چې دا ایمرجنسی وه څکه چې هغه زلزله هم وه او بارانونه او طوفانونه هم راغلی وو او په هغې کښې چې دوئ کوم فګر بنائی چې دس ارب 89 کروړ 66 لاکھ Something چې دوئ بنائی، په دې فګر کښې خو دوئ

صوبائی حکومت د دې کریډټ اخستو کوشش ضرور کړے دے چې مونږه دس اربه روپئ ورکړی دی او بیا په بیک ګراونډ کښې دا منی چې دا پینځه اربه روپئ، پنځوس کروړه دا مونږ له مرکزی حکومت راکړی دی۔ سپیکر صاحب! مونږ دا ګڼړو څنګه چې مولانا صاحب پخپل تقریر کښې خبره اوکړه چې که صحیح منصوبه بندی، او مونږ چې د موجوده حکومت ضمنی بجټ ته ګورو نو دا د دوئ د ناقصه منصوبه بندئ وجه وه ګڼې نو دا دومره سیکټرو ته چې دوئ پیسې ورکړې دی، دا څه ایمرجنسی کښې ضرورت نه دے راغلے او زما دا خیال دے چې د دوئ دا ډیپارټمنټس او دا فکر بذات خود د دې وضاحت کوی چې یو شے داسې نه دے چې هلته ایمرجنسی راغلې وی او دوئ سپلیمنټری ګرانټ ورکړے وی یا ایډیشنل بجټ دوئ ورکړے وی، مونږ به حکومت نه دا هم ریکویسټ کوؤ چې مونږ ته د دې ټول ضمنی بجټ هغه Break up اوښائی۔ مولانا صاحب پکښې د یو څیز خبره اوکړه، دا چې کوم Billion Trees Tsunami ده، په دې باندې هغه ورځ هم مونږ خبره اوکړه، ما توقع کوله چې فنانس منسټر صاحب به د دې جواب مونږ له راکړی، په خپل سپیچ کښې د دې جواب فنانس منسټر صاحب مونږ له رانکړو، دا Billion Trees Tsunami چې ده، آیا دا په بجټ کښې د څومره لګښت سره دا Reflect شوے دے، په یو کال کښې د دې د پاره څومره ایلوکیشن وو او د دې د پاره څومره Releases شوی دی؟ د هغه ریلیز فګر چې دے، هغه مولانا صاحب اووئیل چې تین ارب 70 کروړ روپئ چې دی، دا د دې د پاره ریلیز شوې دی او کومو کومو علاقو کښې څومره څومره ډکی چې دی یعنی ونې چې دی دا نال شوې دی، د دې د Execution طریقه څنګه ده؟ دا ډیر لوئې سکینډل دے او مونږه حیران په دې یو چې دا د احتساب ادارې چې دی، دا دومره لویه خاموشی چې په اخباراتو کښې په دې باندې ډیر لوئې آرټیکلز راغلی دی، ظاهره خبره ده نن ټول ممبران په دې باندې 'کنفیوزډ' دی او نن حکومت هم په دې باندې 'کنفیوزډ' دے۔ سپیکر صاحب! تاسو د وزیر خزانه صاحب د بجټ تقریر اوګورئ چې دا دومره لوئې اماؤنټ په سپلیمنټری بجټ کښې د Billion Trees Tsunami د پاره ریلیز کیږی خو په بجټ تقریر کښې د هغې نامه نشته، تاسو اوګورئ په بجټ تقریر کښې د هغې اماؤنټ

نشته، مونږ دا ګنړو چې دا هاؤس ته هم په ډاګه کول غواړی او دا ټول قوم ته هم په ډاګه کول غواړی۔ سپیکر صاحب! پرون وزیر اعلیٰ صاحب ډیر لوئې تقریر اوکړو او ظاهره خبره ده چې وزیر اعلیٰ صاحب تقریر اوکړی بیا موقع نه ملاویږی۔ دا یوه خبره ډیر په Repetition سره کیږی چې د اویا کالو نه مونږ ته ګند پاتې دے او په هغې باندې خبره اپوزیشن لیډر صاحب اوکړه، زه حیران په دې خبره یم چې دا مونږ په دې هاؤس کښې څومره خلق ناست یو، په دې اویا کالو کښې مونږ د دغه تعلیمی ادارو نه سبقونه حاصل کړی دی او مونږ خپلې ډګرئ اخستې دی، په دې اویا کالو کښې دا په کومه اسمبلئ کښې چې مونږ ناست یو، بشمول زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب چې د هغوی مشران هم د دې اسمبلئ حصه پاتې شوی دی، د حکومت حصه پاتې شوې ده، د دې اسمبلئ د اکثریتی ممبرانو مشران چې دی، هغه دلته وزیران پاتې شوی دی، حکومتی واکداران پاتې شوی دی، بیا په دې اویا کالو کښې په دې صوبه کښې چې څومره ادارې دی، دا که په هیلتھ کښې دی، دا که په ایګریکلچر کښې دی، دا که په ایجوکیشن کښې دی، دا که په سوشل ویلفیئر کښې دی، دا چې په هر مد کښې دی، دا د هغه مشرانو، د هغه حکومتی واکدارانو د لاسه لوئې لوئې نخښې مونږ ته پاتې دی۔ بیا چې دومره غیر ذمه داره خلق د اویا کالو د هغه ټولو مشرانو، د هغه ټولو بزرګانو، د هغه ټولو خدمت ګارانو په کاوشونو باندې، د هغوی په کار ګزارئ باندې په یو داسې شکل باندې پېښې راکاږی، زما دا خیال دے چې دا ډیره نامناسبه خبره ده۔ ما هغه ورځ هم ریکویسټ کړے وو چې د دې څیز نه د اجتناب اوکړے شی، په دې خبره باندې د نظر ثانی اوکړے شی۔ نن که د تعلیم وزیر پاڅی او هغه دا خبره کوی چې زه په یو ورځ کښې 29 هزار سکولونه نشم سمولے او بیا دا خبره کوی که په 26 هزار سکولونو کښې زه Play area جوړوؤم، زه نن تپوس د وزیر تعلیم صاحب نه کوم چې زما د دې صوبې پرائمری سکول په دوه کناله کښې جوړ دے، تا اضافی یو کنال زمکه په دې صوبه کښې یو سکول ته اخستې ده چې ته ورله د Play ځائې جوړوې، Playground ورله جوړوې، د یو سکول نوم ما ته واخله، دا خو په هغه سکول کښې دننه په دوه کناله کښې به ته هغه له څه Playground جوړ کړې، په دوه کناله کښې خو شپږ

کمرې نه جوړیږی، دا چې نن دا دوئ کریډټ اخلی چې 34 هزار ماشومان د پرائیویټ سکولونو نه سرکاری سکولونو ته راغلی دی، ته د کلاس نوم واخله چې کوم کلاس ته راغلی دی، ته د ضلعې فګر ورکړه چې د کومې ضلعې نه راغلی دی، دا خو داسې نه ده، یو ځل به زمونږ وزیر صاحب خبره کوی چې تیر حکومت 56 میګاواټ بجلی پیدا کړې ده او ما دوه سوه میګاواټه بجلی پیدا کړې ده، ته ما ته نوم واخله، ته که د مچی خبره کوې، دا د اے این پی حکومت کښې شروع شوے دے، په 2015 کښې کمپلیټ شوے دے، ته که د رانولیا خبره کوې، دا مونږ شروع کړے دے او 2015 کښې دا کمپلیټ شوے دے۔ سپیکر صاحب! حقیقت له به راځو، زمینی حقائقو له به راځو، وزیر اعلیٰ صاحب دا خبره کوی چې د بیوروکریسی نه زه دا توقع نه کوم چې ما له به ښه مشوره، دا خو منحصره ده په پولیټیکل، دا خو منحصره ده په پولیټیکل وژن، دا خو منحصره ده د یو سیاسی جماعت په کارګزارئ باندې او د هغې په پلاننګ باندې چې ته د یو سرکاری افسر نه څنګه کار اخلې۔ هغه سرکاری افسر به تا له څنګه کار اوکړی چې ته په هر تقریر کښې دا خبره کوې چې د دې بیوروکریسی او د دې نوکر شاهی په وجه باندې دا صوبه غرقه ده، که دوئ کار کولې نو د دې صوبې حال به دا نه وو۔ نن سپیکر صاحب! دا خبرې ټولې د سوچ ځکه دی چې نن وزیر اعلیٰ صاحب پاڅی، ما خو توقع کوله چې وزیر اعلیٰ صاحب دلته ناست دے او د هغوی په وړاندې مونږ خپل د تحفظاتو اظهار اوکړو۔ سپیکر صاحب! سوال دا دے چې نن د احتساب کمیشن مشر چې دے، هغه استعفیٰ ورکوی نو هغه حکومت چارج شیټ کوی، زما د دې صوبې چیف سیکرټری ځی، هغه حکومت چارج شیټ کوی، زما د دې صوبې چیف سیکرټری ځی هغه حکومت چارج شیټ کوی، د اینټی کرپشن ډائریکټر دا حکومت چې لرې کوی نو دا حکومت چارج شیټ کوی۔ شکیل درانی صاحب په حواله باندې یو خبره اوشوه او دلته د هر چا ماضی چې دے د سول سرونټ دا ګواه ده، زه دا ګڼړم او زه که نن دا خبره اونکړم نو زه به ډیره لویه نا انصافی اوکړم، شکیل درانی صاحب د دې صوبې Asset دے، هغه په خپل ټول سروس کښې او زما دا خیال دے چې دا اے سی آرز د دې سرکاری ملازمینو پراته وی، مونږ حکومتی خلق یا مونږ ممبران

که د یو سرکاری افسر خلاف خبره کوؤ، باید چې مونږ د هغه د اے سی آر مطالعه اوکړو، شکیل درانی صاحب دومره ښکلے وخت تیر کړے دے، دا سې وخت ئې په اداره کښې تیر کړے دے، نن چې هغه یوه خبره کوی، حکومت له پرې غصه نه ده پکار، حکومت له تحقیقات پکار دی، د هغه ممبران د هغه سره استعفاګانې ورکوی او د دې خبرې نشاندهی ما هغه ورځ هم کړې وه، زه نن هم منسټر صاحب ناست دے، زه دا ګنړم چې د اوبو نه بجلی دلته پیدا کیږی، زه ئې نن یو پرائیویټ کمپنۍ له ورکوم، دا صوبه به دیرش کاله د بجلۍ د قیمت د اخستو نه محرومه کیږی چې د کومې تعداد به اربونه روپۍ وی۔ زه د بینک نه قرضه ولې نه اخلم، زه د ملاکنډ تهری مثال نن تاسو له درکوم چې 81 میګاواټ بجلی پیدا کوی، نن د بجلۍ قیمت هم صوبې ته پاتې کیږی او د بجلۍ رائیلټی هم صوبې ته پاتې کیږی۔ نن چې ته پرائیویټ خلق راولې، هغوی ډیمونه جوړ کړی، دیرش کاله به زما صوبه د بجلۍ د قیمت د اخستو نه محرومه شی، هغه د اربونو په تعداد کښې ده، دا کار چې حکومت پرائیویټ کمپنۍ له ورکوی نو دے قرضه ولې نه رااخلی، په لس کاله کښې به زه هغه قرضه خلاصه کړم، هر کال به د بجلۍ منافع هم اخلم او هر کال به د بجلۍ قیمت هم اخلم۔ آیا سپیکر صاحب! په دې خبره به زمونږ حکومت بد نه ګنړی، مونږ چې دا خبره کوؤ چې دلته دا د دې صوبې Assets چې دی، دا د دې صوبې اثاثې چې دی، د یو منظم کوشش د لاندې، د یو منظم کاوش د لاندې دا سې خلقو ته ئې هغه خزانه کهلاؤ کړې ده چې کوم خلق دا سپورټ کوی، چې کوم خلق دغه خلق Oblige کوی، چې کوم خلق دا فنانس کوی۔ دا د صوبې Assets دی چې نن که د شکیل درانی صاحب دومره تحفظات موجود دی، باید چې حکومت ورسره کښینی، هغه سره خپل اووه ممبران او بیا دا خبره هم ما په ګوته کړې وه چې دوئ د ګلیاتو د پاره اتهارټی جوړوی چې نن ته په پرائیویټ سیکټر کښې د ممبرانو تعداد د ګورنمنټ نه سیوا کړې، د دې څه مطلب دے؟ د دې خو دا مطلب دے چې دا د ریاست دننه چې کوم حکومت دے چې د حکومت خپلې ادارې چې دی چې دا د حکومت د لاس نه اوځی، هم هغه حال په PEDO کښې هم دے۔ مونږ دا ریکویسټ کوؤ دې حکومت ته چې په ځائې د دې نن منسټر صاحب دا خبره کوی چې که چرې شکیل

درانی صاحب دومره ښه سړے دے نو دہ به په واپډا کښې سمے راوستے وو، سوال دا دے چې دا شکیل درانی صاحب مونږ راوستې دے؟ دا دې لطف الرحمان صاحب راوستے دے؟ دا خو وزیر اعلیٰ صاحب راوستے دے نو څلور میاشتې مخکښې یو کار کوی، کریډیټ ئې اخلی چې مونږه ایماندار خلق راولو، مونږه اوپن ټینډرې کوؤ، مونږه دا کوؤ او څلور میاشتې پس بیا هغه خلقو سره پخپله لګیا یئ۔ مونږ دا خبره کوؤ چې لږ استقامت پکار دے، لږه مستقل مزاجی پکار ده، عزت نفس چې دے هغه مجروح کول نه دی پکار۔ دوئ دا خبره کوی چې مونږ په سکولونو کښې دومره استاذان بهرتی کړل، ولې دا تر اوسه پورې ما پخپله، ما پینځه کاله وزارت کړے دے، ما خو سرکاری سکول کښې سبق وئیلے دے او زه نن په دعویٰ سره دا خبره کوم چې په دې اسمبلئ کښې 80% ممبران چې دی، دا د سرکاری سکولونو نه پاس دی، آیا دا د پی ټی آئی دې حکومت کښې مونږ دا ډګرئ اخستې دی؟ دا موسوال دے۔ (تالیاں)
دا موسوال دے، دا دومره تیر وخت له په صفر کښې ضرب ورکول، دا نا مناسبه طریقه ده، مونږ خو په 2012 کښې۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! زه یو عرض کومه، ستاسو تقریر په خپل ځائې باندې ضروری دے خو چې کوم Topic دے، خاصکر چې دا کوم دغه راغی ستاسو په دې ضمنی بجټ باندې نو که په دې باندې هم تاسو لږ دا Basically پکښې Address کړئ نو دا مهربانی به وی۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر صاحب! ما د وزیر اعلیٰ صاحب یو یو خبره لیکلې ده، که په دې فلور باندې یو منسټر او یو وزیر اعلیٰ صاحب که ما د هغوی خبرې نه یوه خبره آؤټ اوکړه نو بیا به زه د Topic نه بهر کیږم خو که هغوی ته اجازت وی د خبرو او مونږ ته اجازت نه وی نو ستاسو دا حکم چې دے، دا په سر سترګو، دا ما ته منظوره ده، یوه یوه خبره مو لیکلې ده۔۔۔۔

جناب سپیکر: نه نه، داسې نه ده، زمونږ د پاره Respectable یئ، زمونږ د پاره ټول Respectable دی خو زه وایم چې لږ هغه چې کومه ایشو ده، هغه هم پکښې ډسکس شی۔

جناب سردار حسین: نه، دا ایشوز دی جی، دا خو ایشوز دی-----

جناب سپیکر: خاصکر چې کوم-----

جناب سردار حسین: مونږ خو چې سحر اخبارات اوګورو، بخښنه غواړم-----

جناب سپیکر: او ټهیک ده۔

جناب سردار حسین: بیا د حکومت مؤقف وی او زمونږ مؤقف نه وی نو که مونږ دا سې خبره کوؤ، ظاهره خبره ده زه خو دا منم، ما خو پرون دا ټولې خبرې، خو مونږ چې خبره کوؤ نو دا به په حکومت بنه نه لګی خو پرون مونږ فیصله کړې ده چې خبرې هر څه به کوؤ، خبرې به کوؤ، باقی به څه نه کوؤ ان شاء الله (قہقہے) دا مونږ فیصله کړې ده، دا پرون فیصله شوې ده، خبرې به ان شاء الله کوؤ (قہقہے) *بعد میں کچھ نہیں ہوگا ان شاءاللہ*۔ سپیکر صاحب! مونږه استاذانو له اپ ګریډیشن ورکړو، زه نن دا خبره کول غواړم، دلته ایجوکیشن ډیپارټمنټ باید چې څوک ناست وی، د صوبې په تاریخ کښې په اولنی ځل باندې پرائمری سکول ته هیډ ټیچر نه وو ملاؤ، دا د عوامی نیشنل پارټۍ په دور کښې ملاؤ شو چې HPST ورته اوس وائی، د 15 سکیل د پرائمری سکول په هیډ ټیچر باندې به جهګړه وه، آیا دا کریډټ د اے این پی نه دے، د پرائمرۍ استاد تا له، ډسټرکټ کیډر استاد چې دے، دا په شپږم سکیل کښې دے، دا په اووم سکیل کښې به وو، عوامی نیشنل پارټۍ، پاکستان پیپلز پارټۍ مونږه هغوی له انټری پوائنټ 12 سکیل ورکړو، پروموشن مو ورته 14 ورکړو، بیا هغه مو ورله 15 ته ورکړو او بیا مو په هغه ځائې کښې پرینښودو، بیا ورله مونږ سروس سټرکچر ورکړو چې نن کوم خلق کوالیفائیډ دی، د کوالیفیکیشن او د فټنس په بنیاد باندې دے 16 ته ځی، دے 17 ته ځی، دے 18 ته ځی، دے 19 ته ځی، دے 20 ته ځی، دا کریډټ د عوامی نیشنل پارټۍ دے۔ مونږ بیا چار درجاتی فارمولا ورکړه، Four Tier مونږه ورکړه، آیا دا کریډټ د اے این پی نه دے؟ نن 60% سکولونه چې دا Vacancies fill کیږی، دا د هغه عوامی نیشنل پارټۍ چې کوم مراعات ورکړی دی، کوم اصلاحات ئې کړی دی، دا د هغې په وجه، نن زه د وزیر صاحب نه دا

مطالبه هم کوم چې په این ټي ایس باندې کومې بهرتئ شوې دی، لهذا پکار دا وو چې په دې بجټ کښې اعلان شوے وے چې دا مستقل شی، دا خو ایډهاک دی، دا خو د سول سرونټس ایکټ د لاندې نه بهرتی کیږی، په هغه استاذانو باندې چې دوئ ئې تعداد ښائی، دا سول سرونټس ایکټ په هغوی نه لاګو کیږی-----

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! یو منټ دا ډیر ښه Valid point ئې اوچت کړو، زه به دا غواړم چې عاطف خان په دغه ایشو باندې، Specifically د این ټي ایس په دې ایشو دا خیر دے چې دے تقریر ختم کړی، دا به لږ Explain کړی۔

جناب سردار حسین: خیر دے عاطف خان به بیا خبره اوکړی چې زه ختم کړم-----

جناب سپیکر: اؤ چې دے ختم کړی نو د دې نه پس به ته اوکړې۔

جناب سردار حسین: نور هم Related خبرې دی۔ دوئ دا خبره کوی چې مونږه بالکل نوے ډیزائنګ چې دے، د شپږو کمرو دے، په درې کاله کښې، په درې کاله کښې، دا ما چې هغه ورځ Throw-forward خبره اوکړه، هغه د بجټ سره Related خبرې دی، دا چې به 2017 او 2018 بجټ راځی که زه غلطیږم نه، د دې حکومت Throw-forward چې دے، دا به 561 ارب روپئ ته رسی، 561 ارب روپئ، آیا دا به کوم حکومت برابروی؟ دا د پی ټی سی Concept چې دے، دا مونږه Introduce کړے نه دے، هلته مونږه سکولونو کښې انتخابات اوکړل د پی ټی سیز، مونږ هغوی ته Power enhance کړو او فنانشل پاورز مونږ هغوی ته Enhance کړل، نن هغه پریکټس روان دے، Basic facilitation دا خو نن EMIS رپورټ به په ایجوکیشن کښې پروت وی، دا د راواخستې شی چې د 2002 نه واخلئ، 2002 نه تر 2013 پورې په ډیرو سکولونو کښې چې بالکل مشکلات شته او په هر وخت کښې شته، نن هم مشکلات شته، پرون هم مشکلات وو او منسټر صاحب د دا خبره یاده ساتی، خدائے د ورله ژوند ورکړی تولو له، 2018 کښې چې دا حکومت ختم شی نو د هغې نه پس به هم دا مشکلات وی، دا مشکلات د یو ورځ د ختمیدو نه دی، د دې سره مونږ اتفاق کوؤ، د دې سره مونږ Disagree نه کیږو خو دا خبره کوؤ چې دا مناسب نه دی، ځکه، وائی سیاسی

مداخلت ختم شو، زه حیران یم په دې خبره، څنګه سیاسی مداخلت ختم شو؟ نن په ایجوکیشن ډیپارټمنټ کښې که زما په خبره یقین نه کیږی، دا مولانا صاحب خو زمونږه امام دے، څه دوئ د اووائی چې دا په دې بونیر کښې څومره ای ډی اوز لګیدلی دی، دا په سیاسی مداخلت لګیدلی دی که دا په میرټ لګیدلی دی، دوئ د اووائی۔ دا شاه حسین الائی ناست دے، دا هم مولانا صاحب دے، دوئ د اووائی، دا ورسره منور خان په کومه یوه ضلع کښې به ما ته تاسو اوښایئ، یوه ضلع کښې ما ته اوښایئ، ټول مداخلت دے او د ټولو نه لوئې او د سیاسی مداخلت مثال څه دے؟ چې دا بجټ چې تیر کال دوئ 174 ارب روپئ ایښودو، سرکاری افسرانو ورته اووئیل چې دومره حجم د بجټ نه دے که سیاسی مداخلت نه وی او د افسرانو اختیارات وی او د فنانس اختیار وی نو د دې صوبې بجټ به ئې 174 ارب روپئ نه وو او بیا به دا د خسارې بجټ نه وو، بیا به دا دومره Revised estimation نشو کیدې خو سیاسی مداخلت وو، د خزانې ئې اونه منل، خپله خبره ئې پرې لاګو کړه، لهذا هغه بجټ Revise شو او هغه د خسارې بجټ شو At the end of the year زه نن هم دا خبره کوم چې اوس هم ورته فنانس وئیلی دی چې دا دوئ د 113 ارب روپئ خبره کوی یا د 166 ارب روپئ خبره کوی، دا بجټ چې دے، دا د 85 ارب روپئ بجټ دے، د 85 ارب، دا ترقیاتی بجټ چې دے، دا 85 بلین دے او ژوند د مونږ ټولو له خدائے پاک راکړی، بیا به د خزانې وزیر صاحب جوازونه پیش کوی چې ما ته Internal receipts رانغلل، ما ته بیرونی امداد رانغلو، ما ته د فیډرل نه چې کوم آمدن راتلو، هغه رانغلو، لهذا مونږ دا Revise کړو او بجټ فګر چې دے هغه دا دے نو هلته به لوکل باډیز له هم په صفر کښې ضرب ورکړی او دلته به اپوزیشن له هم په صفر کښې ضرب ورکړی، اوس ئې کریډټ واخستو او بیا به کال پس ستومانی کوی۔ سپیکر صاحب! د سیاسی مداخلت په وجه باندې دا خبره ورانه

ده او دومره لویه وارنه ده چې 73-1972 نه ئې راوخله تر 2013او2014 پورې که تاسو ته موقع وه، خیر دے زه ستاسو د انفارمیشن د پاره تاسو به کتلی هم وی، تاسو دا وائټ پیپر خو لږ راواخلئ چې په اولنی ځل باندې دومره سیاسی مداخلت سیوا شوے دے چې په دومره لوئې، په Huge تعداد کښې کټ لګیدلے

دے ، تاسو اوګورئ، دا په کومو خلقو باندې مونږ الزام لګوؤ، په 70 سال یعنی په 40 ساله هم په هغې کښې راغلل، هغوی مداخلت نه دے کړے ، هغوی ته چې ډیپارټمنټ کوم فکر ایښے دے ، اختلاف به ئې ورسره انیس بیس کړے وی خو هغه د ډیپارټمنټ په سائډ باندې تلی دی، هلته سیاسی مداخلت نه وو، دلته دومره سیاسی مداخلت راغلو چې دومره لوئې Huge کټ پرې اولګیدو، دا د سیاسی مداخلت واضحه ثبوت دے۔ سپیکر صاحب! د پټوار خبره اوشوه، حکومت اوس وائی چې مونږ به پینځه سوه روپئ سبسډی ورکوؤ په مصالحه باندې، په کهاد باندې، په فرټیلائزر باندې، ما هغه ورځ هم په خپل سپیچ کښې دا خبره کړې وه، ما ته چا جواب رانکړو، دا کوم مفت تخم تاسو ورکړے دے ، بیج تاسو ورکړے دے ، په ټوله صوبه کښې 50% او 60% په پیداوار کښې کمے راغلے دے ، اول د هغې تحقیقات پکار دی۔ دلته به د زراعتو د ډیپارټمنټ خلق ناست وی، دا تحقیقات ډیر زیات ضروری دی ځکه چې دلته دومره موسمی Variation نه دے راغلے ، آیا دومره پیداوار څنګه کم راغلو؟ سپیکر صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب دوه خبرې اوکړې، د کسټم ایکټ په حواله باندې پرون مونږ خبره کړې وه، وزیر اعلیٰ صاحب دا خبره اومنله چې او زمونږ نه غلطی شوې ده او مونږه په تیزئ کښې دا کار کړے دے ، دا هم شکر دے چې اوئې منله خو زه وزیر اعلیٰ صاحب ته او حکومت ته دا تجویز ورکوم چې دا داسې مسئله ده چې زمونږ شک نه دے ، مونږ په صوبائی حکومت باندې شک نه کوؤ چې په کسټم ایکټ کښې دوئ د مرکزی حکومت سره ملګرتیا کوی خو زمونږ یقین به هله راځی چې دا سمری صوبائی حکومت لیږلې ده، وزیر اعلیٰ صاحب بیا اووئیل چې اؤ مونږه دا Undo کړې ده، It means چې تاسو سمری بیا لیږلې ده، پکار ده چې وزیر خزانه صاحب دا خبره اوکړی او د دې سره تړلې زه دا خبره کوم، تجویز ورکوم چې وزیر اعلیٰ صاحب د دا خبره سی سی آئی کښې رااوچته کړی، د کسټم ایکټ خبره وزیر اعلیٰ صاحب له پکار دی چې دا سی سی آئی کښې رااوچته کړی، یو دغه۔ دویمه خبره چې وزیر اعلیٰ صاحب پرون په خپل تقریر کښې وئیلی وه چې په ملاکنډ ډویژن کښې د غلا ګاډی دی، په ملاکنډ ډویژن کښې د غلا ګاډی نه دی، د عنایت خان تعلق هم د ملاکنډ ډویژن سره دے او زما

تعلق هم د ملاکنډ ډویژن سره دے ، شاه صاحب هم د لته نا ست د ے ، هلته چونکه کسټم ایکټ لاګو نه د ے ، هلته نا ن کسټم پیډ ګاډی دی، نا ن کسټم پیډ ، یعنی د اسې څه خبره هلته نشته چې هلته د غلا ګاډی دی، هلته نا ن کسټم پیډ ګاډی دی، لهذا مونږه چې د کسټم ایکټ د خاتمې خبره کوؤ، پرون ما په هغې باندې په تفصیل باندې خبره کړې وه او زما یقین دا دے چې د ملاکنډ ډویژن ټول ممبران ، دا که د پی ټی آئی دی، دا که د جماعت اسلامی دی، دا که د اے این پی دی، دا که د پیپلز پارټۍ دی، دا که د جمعیت علماء اسلام دی، مونږه ټول په دې خبره باندې ولاړ یو چې د اختر نه پس مونږه ډیډ لائن ورکړے دے چې ان شاء الله اول خو پکار دا ده چې صوبائی حکومت په یو پیج وی، صوبائی حکومت په یو پیج باندې وی، د هغې د پاره ضروری خبره دا ده، زمونږه تجویز دے چې وزیر اعلیٰ صاحب دا خبره د سی سی آئی په فورم باندې راپورته کړی، دا به ډیره زیاته غوره خبره وی۔ سپیکر صاحب! زه آخری خبره کوم، وزیر اعلیٰ صاحب د خیبر بینک په حواله باندې اوکړه چې د خیبر بینک چې کوم ایم ډی دے ، دا د هغه په Agreement کښې شامل دی چې دے به Secret نه اوپن کوی، دا به دے نه پبلک کوی، سوال دا دے چې د خیبر بینک ایم ډی اشتهارات ورکړی دی اخباراتو ته، ریجنل او نیشنل اخباراتو ته، آیا دا حکومت دومره کمزورے دے ، یا خو ورسره دا حکومت ملګرے دے او یا پرې دا حکومت کمزورے دے چې یو افسر اشتهارات ورکړل او دا د هغه په Agreement کښې شامل دی چې دے به Secrecy نه اوپن کوی، نه به ئې پبلک کوی نو بیا به په دوه خبرو کښې یوه خبره رښتیا وی یا خو ورسره حکومت ملګرے دے ، د حکومت نه زما مطلب ټول حکومت نه، د حکومت نه مطلب د حکومت یوه لویه برخه یا به ورسره هغه ملګری وی او یا به پرې حکومت کمزورے وی، مونږه له ئې نن دا رپورټ راکړو، ما ته هم نن دا رپورټ ملاؤ شو، دا ئې ما له راکړؤ۔ سپیکر صاحب! د دې رپورټ مونږه سره وزیر اعلیٰ صاحب وعده کړې وه ستاسو په مخکښې چې دا رپورټ په دې اسمبلۍ کښې پیش کوؤ او د دې یوه نیمه دوه میاشتې اوشوې، دوه میاشتې پس ئې دا لفافه مونږ له، ما له خو چې سکندر خان لفافه راکړه، ما وئیل دا لفافه ډیره بدنامه وی، دا پټه غونډې لفافه د راله راکړه، دا څه شے

دے ،وئیل ئې چې دا د خیبر بینک رپورټ دے۔ سپیکر صاحب! مونږه سره خو وزیر اعلیٰ صاحب وعده کړې وه او دا رپورټ دے ، تاسو ئې هم اوګورئ او دا بل څه نه دی، ما ورته وئیل، دا به شوکت خان له ورکړم، دے به ئې اوګوری۔ (قہقہے) سپیکر صاحب! د دې وضاحت کوم۔ سپیکر صاحب! د دې مونږه سره وعده شوې وه، وزیر اعلیٰ صاحب وئیلی وو چې دا رپورټ به مونږه اسمبلئ کښې پیش کوؤ، حقیقت دا دے چې دا ډیره لویه خبره ده، مونږه دا منو چې دا کومه خبره مخې ته راغلې ده، دا خبره دا نه ده، دا خبره د دې په شا باندې لویه خبره ده، هغه خبره چې هغه دباؤ شوه وقتی طور باندې، لهذا پکار ده چې حکومت خپلې وعدې هم سر ته اورسوی، حکومت خپل ټول دغه هم سر ته اورسوی۔ زه آخره کښې سپیکر صاحب! ستاسو شکریه ادا کوم چې وخت مو هم ډیر زیات واخستو۔

جناب سپیکر: عاطف خان! چونکه دا یو وضاحت تاسو اوکړئ او بیا اشتیاق۔ آج میں نے پورا ٹائم دیا ہے، You don't worry آپ کو موقع ملے گا، پلیز آپ کو موقع ملے گا۔ جی، عاطف خان چونکہ ایک پرسنل وضاحت ہے یہ کر دیں۔

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): جی، مهربانی سپیکر صاحب۔ باقی خو نورې خبرې نه کوم خو بس بهرحال صرف دغه یو، دا چې کوم ایډهاک ټیچرز بهرتی شوی دی-----

جناب سپیکر: این ٹی ایس۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: اؤ این ټی ایس والا، هغه ان شاء الله تعالیٰ مونږه ریګولرائز کوؤ، هغې له مونږه ډرافټ تیار کړے دے خو صرف په هغې کښې هغه School Based Recruitment هغه خبره ده چې په کومه دوئ بهرتی شوی وو، د دې د پاره په قانون کښې چینج راوستل دی نو د هغې ډرافټ تیار دے، ان شاء الله تعالیٰ زر تر زره به هغه هم Permanent کوؤ او دا چې نور کوم بهرتی کوؤ، هغه به هم Permanent کوؤ ان شاء الله تعالیٰ۔

راجہ فیصل زمان: جناب سپیکر صاحب-----

جناب سپیکر: اشتیاق خان! چونکه په دې دغه باندې یو دوه منټه خبره کول غواړی، اس کے بعد فیصل صاحب! آپ بات کرلیں گے۔

سید محمد اشتیاق (معاون خصوصی برائے ماحولیات): اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ------

راجہ فیصل زمان: جناب سپیکر صاحب------

جناب سپیکر: اوکے اوکے، آپ سب کو موقع ملے گا، You don't worry، ان شاءاللہ آپ کو موقع ملے گا، سب کو موقع ملے گا۔

معاون خصوصی برائے ماحولیات: جناب سپیکر صاحب! د دې نه مخکښې خبرې اوشوې، زمونږه د اپوزیشن چې کوم مشران دی، هغوی خبرې اوکړې په Billion Trees باندې خو زه د هغې نه مخکښې لږ بیک گراؤنډ ته ځم چې Billion Trees ضرورت مونږ ته ولې راغلو؟ 2003 کښې یو پالیسی وه، د Windfall په نامه باندې یوه پالیسی چلیده، تیر شوؤ لسو کالو کښې ایک کروړ سی ایف ټی لرگے کټ شوے وو جی، 2003 نه واخله د 2013 پورې ایک کروړ سی ایف ټی، د دې مطلب Two hundred billion روپئ د خلقو جیبونو ته لاړې، هغه چې هر څوک وو۔ د دې نه علاوه دو کروړ چالیس لاکھ سی ایف ټی لرگے چې کوم شین بوټې ولاړ وو، Green Trees هغه نور مارک شوے وو، په هغې باندې دې حکومت Ban اولگولو، اوس زما امید دے چې دا مشران به په اخباراتو کښې هم گوری، دا به په ټی وی هم گوری چې Climate change چې د نیا کښې یوه غټه مسئله راروانه ده، تاسو اوگورئ د بدقسمتئ نه پاکستان هغه لسو ملکونو کښې دے چې کوم Climate change ته مخامخ دے، تاسو اوگورئ بې وخته بارانونه، زمونږه چترال کښې نور اوگورئ سیلابونه راغلل، په هغې باندې دې ملک ته د کھربونو روپو نقصانونه رسیدلی دی جی۔ Billion Trees چې کله سټارټ کیدو جی، دیکښې شک نشته چې مونږ سره شروع کښې هیڅ څه میکنزم نه وو چې دا به چلیږی څنگه، چونکه پچیس ډسټرکټس وو خو بیا د هر طرف نه خپل Climate change وو او خپل یو Climate Zone دے، مونږه که نارتھ ته لاړ شو، دلته خپل یو موسم وی، پشاور ویلی کښې خپل یو موسم وی، دغه شان ساؤتھ ته، زمونږه د ټولو نه زیات Focus په ساؤتھ باندې وو، ساؤتھ کښې Already

Temprature چې کوم دے ون سنټی گریډ اوچت دے او بارانونه Already پانچ پرسنټ کم شوی دی جی او Expected ده چې 2060 پورې به پندره پرسنټ بارانونه به نور کم شی او ټمپریچر به درې پرسنټه نور اوچت شی۔ لکه څنګه چې ما اووئیل پچیس ډسټرکټس کښې مونږه نرسریانې جوړې کړې، په هغې مونږه پرائیویټ نرسری جوړه کړه، خلقو له مو بوټی ورکړل، زه تر اوسه پورې یو فګر تاسو ته درکوم، تقریباً Approximately د اتهاره کروړ نه سیوا بوټی مونږ اولګول، دا زه نه وایم جی، دا WWF وائی، دا یو بین الاقوامی اداره ده، هغوی سروے کړې ده چې هغه Third party validation دے جی، هغوی مونږه ګرخولی دی، هغوی دا کتلی دی، د هغوی دا الفاظ دی چې مونږ سره خو خپله دا سوچ وو چې یره دا اتهاره کروړ بوټی تاسو څنګه لګولی دی؟ سپیکر صاحب! تاسو خپله د دې خبرې ګواه یئ چې مونږه په اسمبلئ کښې یو پروګرام جوړ کړے وو، خومره ایم پی اے ګان وو، دوئ ته مو Invitation ورکړے وو، تاسو اوګورئ چې Billion Trees چې کوم پراجیکټ دے، دا څنګه روان دے، لکه څنګه چې ما خبره اوکړه په ساؤتھ کښې، په نارتھ کښې، په پشاور ویلی کښې مونږه تر اوسه پورې تقریباً چھ هزار پرائیویټ نرسرئ جوړې کړې دی چې په هغې کښې چھ هزار کسانو ته یو روزګار ملاؤ شو، په دغه نرسرئ کښې چې کوم خلق کار کوی، په هره نرسرئ کښې کم از کم چار پانچ کسان کارونه کوی، هغوی ته روزګار ملاؤ شو۔ زمونږه مشر یو سوال اوچت کړو، تاسو ته تر اوسه پورې خومره پیسې ملاؤ شوې دی، مونږ ته تقریباً تین ارب 70 کروړ روپئ ملاؤ شوې دی چې په هغې کښې ایک ارب 14 کروړ روپئ تر اوسه پورې مونږه خرچ کړې دی، دو ارب 68 کروړ روپئ مونږه واپس کړې دی۔ چونکه مونږ ته اپریل کښې ملاؤ شوې دی نو Intime مونږ سره ټائم نه وو نو دا پیسې مونږه واپس کړې دی، باقی چې کوم بوټی مونږه لګولی دی، دا میډیا هم دلته کښې ناسته ده، د اپوزیشن لیډران هم ناست دی، زه یو ریکویسټ کوم چې د اختر نه پس یا مخکښې تاسو مونږ سره لاړ شئ، تاسو اوګورئ، په دیکښې زه د نیشنل پارټئ، د نون، د دوئ هم ډیره شکریه ادا کوم چې د دوئ بعضې ایم پی اے ګانو مونږ سره ډیر زیات مدد کړے دے او هغه د دې خبرې ګواه دی۔ جعفر شاه صاحب

مونږ سره ډیر مدد کوی، نور داسې ملګری شته خو زه غواړم چې ټول خلق په دیکښې شامل شی نو دا چې Billion Trees باندې تاسو خبرې کول غواړئ، هغه ما تاسو ته مخامخ کړو جی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سلیم چترالی۔۔۔۔۔

راجہ فیصل زمان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: فیصل صاحب! سلیم صاحب بات کرلیں گے، آپ بعد میں۔

جناب سلیم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! مہربانی آپ کی کہ آپ نے ٹائم دیا ہمیں، ضمنی بجٹ کے حوالے سے کچھ عرض میں کروں گا۔ جناب سپیکر صاحب! ایک تو یہ ہے کہ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو ضمنی بجٹ اس کے پیچھے آنا یہ میرے خیال میں کوئی اچھی روایت نہیں ہے، بہر حال بعض دفعہ حالات کچھ اس طرح ہوتے ہیں کہ ضمنی بجٹ حکومت کو پیش کرنا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! دو تین حوالوں سے میں حکومت سے پوچھنا چاہوں گا، ایک تو یہ کہ لوکل گورنمنٹ کے اندر ڈسٹرکٹس نان سیلریز میں پانچ ارب 24 کروڑ روپے اضافی مانگے گئے ہیں، ہمیں منسٹر صاحب یہ وضاحت کریں کہ یہ پانچ ارب 24 کروڑ کس مد میں مانگ رہے ہیں اور یہ کن مدات میں انہوں نے خرچ کئے ہیں؟ جناب سپیکر صاحب! جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ نئے الیکشن کے بعد کونسلرز کی ایک بہت بڑی فوج بھرتی کی گئی، اس میں ویلج کونسلز ہزاروں کی تعداد میں بن گئے اور پھر ان کو ایک Hope دلائی گئی کہ ناظمین کی اتنی تنخواہیں ہوں گی، نائب ناظمین کی اتنی ہوں گی، کونسلرز کی اتنی ہوں گی، وہ اس امید میں تھے کہ آخر میں جا کر ویلج کونسلز کے جو ناظمین ہیں یا ڈسٹرکٹ کے یا تحصیل کے، ان کی کوئی تنخواہیں اس میں رکھی گئی ہیں اور ابھی کونسلرز سارے احتجاج پر ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی تنخواہیں دی جائیں۔ جناب سپیکر! اب اگر ان سارے کونسلرز کو، سارے ناظمین کو یہاں پر بیٹھ کر تنخواہیں دیں گے تو میرے خیال میں کیا ہمارا یہ صوبہ اس پوزیشن میں ہے کہ ان سارے کونسلرز کو، ناظمین کو تنخواہیں دیکر ان کو خوش کریں؟ میرے خیال میں ایک بہت بڑا ایک Fault ہے اس سسٹم کے اندر، لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اندر کہ اتنے بڑے لوگوں کو، اتنی زیادہ تعداد میں، ان کو سسٹم میں لانے کی ضرورت پہلے نہیں تھی اور دوسری بات یہ ہے کہ آئے روز وہ احتجاج میں ہیں، اختیارات کیلئے ان کا لانجہ ہے، فنڈز کا لانجہ ہے، یہ سارا، تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ڈسٹرکٹ نان سیلری اس مد میں جاتی ہے تو یہ بالکل

اس غریب صوبے کے فنڈز کا ضیاع ہے۔ دوسری بات، Relief and Rehabilitation میں دس ارب روپے مزید مانگے گئے ہیں، ٹھیک ہے ہمیں سمجھ آرہی کہ اس صوبے کے اندر بہت بڑی آفتیں آگئیں، زلزلہ آیا اور سیلاب آئے تو Definitely ایمرجنسی کے طور پر بہت سارے لوگوں کو ریلیف کے طور پر چیکس ملے ہیں، وہ اس میں جس طرح بابک صاحب نے کہا کہ پروانشل گورنمنٹ کا آپ کا جو حصہ ہے، وہ الگ ہے مگر اس میں پرائم منسٹر صاحب کی یہ Commitment تھی، ہمارے اضلاع میں آئے تھے، انہوں نے کہا کہ جی ففٹی پرسنٹ اس میں فیڈرل گورنمنٹ مدد کرے گی تو وہ ففٹی پرسنٹ جو بجٹ ہے، وہ کہاں ہے اور کس مد میں وہ خرچ ہو چکا ہے؟ اس کی تفصیل ہمیں نہیں ملی۔ اچھا، اس کے علاوہ Construction of Bridges and Roads، اس مد میں کوئی دو ارب 26 کروڑ روپے مزید مانگے گئے ہیں، میں ضرور پوچھوں گا گورنمنٹ سے کہ سیلاب کے دوران خاصکر ملاکنڈ ڈویژن کے اندر بہت سارے روڈز جو ہیں، وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، Bridges ٹوٹے ہوئے ہیں، اریگیشن چینلز ٹوٹے ہوئے ہیں، پائپ لائنز ٹوٹی ہوئی ہیں، جناب سپیکر! کئی دفعہ اس فلور آف دی ہاؤس پر میں نے واویلا مچایا چترال کے سیلاب سے متاثرہ سڑکوں کی بحالی کیلئے، روڈوں کی بحالی کیلئے مگر جناب سپیکر صاحب! آپ نے خود جا کر دیکھے ہوئے ہیں، آپ کے وزراء نے دیکھے ہوئے ہیں، چیف منسٹر نے خود دیکھے ہیں، چترال کی حالت وہیں کی وہیں ہے، اس کی جو سڑکیں ہیں، وہ ٹوٹ پھوٹ کی شکار ہیں، اس کے Bridges اسی حالت میں پڑے ہیں اور وہاں پر کوئی Restoration کا کام نہیں ہوا ہے، تو حکومت مجھے بتا دے کہ دو ارب 26 کروڑ روپے کہاں پر خرچ ہوئے، کونسے Bridge کو انہوں نے بحال کیا، کونسی سڑکوں کو انہوں نے بحال کیا؟ حالانکہ سیلاب سے متاثرہ ہمارے جتنے بھی علاقے ہیں، جتنے بھی اضلاع ہیں، ان کی جو صورتحال ہے وہ اسی طرح ہے۔ اسی طرح میں انرجی اینڈ پاور سیکٹر میں ضرور کچھ گزارشات کروں گا، جس طرح جناب سپیکر صاحب! کل چیف منسٹر صاحب نے یہاں اپنی وائنڈ اپ سپیچ میں انہوں نے کہا کہ ہمارے صوبے کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، ہمارے صوبے کے حصے کی بجلی ہمیں نہیں دی جا رہی، ہمارے صوبے کے جو وسائل ہیں، نیٹ ہائیڈل پرافٹ، وہ ہمیں مرکز نہیں دیتا تو بالکل ہم اتفاق کرتے ہیں کہ اس صوبے کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، اس صوبے کے ساتھ ظلم ہوتا ہے مگر جناب سپیکر صاحب! اگر یہ زیادتی ہمارے ساتھ ہوتی ہے، اگر یہ ظلم

ہمارے ساتھ ہوتا ہے تو کیا ہم اپنے پاؤں پر نہیں کھڑے ہو سکتے ہیں، حالانکہ پانی کی جو مقدار ہے، سب سے زیادہ اس صوبے کے اندر ہے اور اس صوبے کے اندر یعنی پچاس ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش ہے، کیا ہم اپنے صوبے کے وسائل سے اپنے پاور پراجیکٹس نہیں لگا سکتے؟ جناب سپیکر! اس Proposed ADP کے اندر جب میں نے دیکھا تو یہاں پر کچھ پاور پراجیکٹس ہیں جن کو آپ کی حکومت، ان کی Identifications ہوئیں، ان کی ڈیزائننگ ہوئیں، ان کے پی سی ون بن گئے اور یہاں تک وہ ECNEC تک چلے گئے اور پاس بھی ہو گئے، ان میں چند کی میں مثال دوں گا یہاں پر، جناب سپیکر صاحب! "Construction of Lawi Power Project" جو کہ چترال میں ہے، 69 میگاواٹ ہے، اس کی ٹوٹل کاسٹ تقریباً 21 ارب ہے اور اس کی ایلوکیشن پر مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ صوبائی حکومت نے اس کیلئے ایلوکیشن دس روپے کر دی ہے اس سال، دس روپے، افسوس کی بات ہے۔ دوسری بات، "Construction of Hydle Power Project Shogo-Sin" یہ ہے 132 میگاواٹ کا اور یہ بھی Approved پراجیکٹ ہے لیکن اس کیلئے بھی، اس کی ٹوٹل کاسٹ ہے تقریباً 26 ارب اور اس کی ایلوکیشن بھی 001. یعنی دس روپے ہے۔ اسی طرح "Construction of Shushgai-Zhendoli Power Project"، یہ بھی تقریباً 144 میگاواٹ کا ہے اور اس کی ٹوٹل کاسٹ ہے 28 ارب روپے اور اس کی ایلوکیشن بھی نہیں ہے۔ اسی طرح "Matiltan Gorkin Hydle Power Project" ہے، یہ تقریباً 84 میگاواٹ کا ہے اور تقریباً پانچ ارب سے Above اس کی کاسٹ ہے، اس کیلئے بھی ایلوکیشن نہیں ہے۔ بہت سارے اور پراجیکٹس ہیں جو کہ Approved ہیں، ان کا پی سی ون سب کچھ تیار ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں ضرور پوچھنا چاہوں گا حکومت سے کہ ہم کب تک، کب تک انٹرنیشنل انویسٹرز کے انتظار میں بیٹھے رہیں گے اور وہ آئیں گے بھی کہ نہیں اس صوبے میں؟ کیونکہ ہمارے صوبے کے وہ حالات نہیں ہیں، ہمارے صوبے میں امن وامان کی جو صورتحال ہے، وہ سب کے سامنے ہے، پوری دنیا ہمیں دیکھ رہی ہے، نہ صرف ہمارا صوبہ بلکہ ہمارے ملک کی صورتحال جو ہے، اس کے اوپر ساری دنیا کی نظریں ہیں اور اس صورتحال میں میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں آکے اتنی بڑی Investment کوئی نہیں کرے گا، کوئی نہیں کرے گا اور کب تک ہم ان کے انتظار میں رہیں گے؟ میں محترم منسٹر صاحب

سے گزارش کروں گا کہ یہ انویسٹرز کے انتظار میں نہ بیٹھیں، جو تیار چیزیں ان کے پاس ہیں، میں نہیں کہتا ہوں کہ سب کو سٹارٹ کر لیں، کم از کم ایک پہ بھی یہ کام شروع کریں، تین سال تو انہوں نے ویسے بھی ضائع کر دیئے اور آگے دو تین سال ان کے پاس ہیں تو میں صرف یہ کہتا ہوں کہ یہ انتہائی ایک اہم ایشو ہے، میں حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ کم از کم اس انرجی سیکٹر میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرے۔ اگر ہم ایسے ہی صوبے کے وسائل کو اڑائیں گے، مختلف پراجیکٹس کے اوپر تو ہمارا سب سے اہم ایشو ہے اس صوبے کا، وہ Energy crisis ہے، یہاں پہ سپیکر صاحب! آپ کو پتہ ہو گا کہ دور دراز علاقوں میں جو Energy crises ہیں، بائیس بائیس گھنٹے وہاں پہ لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور وہاں پر بجلی کی وولٹیج جو ہے، خاصکر ملاکنڈ ڈویژن کے اندر وہ پچاس اور ساٹھ Volt کی ہے، اس سے زیادہ نہیں ہے، کوئی چیز وہاں پہ نہیں چلتی۔ جناب سپیکر صاحب! اگر اس چیز کے اوپر ہم توجہ دیں گے تو یہ صوبہ ترقی کرے گا اور اگر اس کو ہم ایسے ہی ہوا میں اڑائیں گے تو یہ صوبہ کبھی ترقی نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ عاطف خان! جواب دے گا، Respond، اس کے بعد فیصل صاحب! آپ۔۔۔۔۔

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم و انرجی اینڈ پاور): جی، میں Inshort ان کو، ممبر صاحب نے بہت افسوس کا اظہار کیا ہے کہ جی اس کیلئے دس روپے رکھے گئے ہیں، بیس روپے رکھے گئے ہیں، تو میں ممبر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ بہت زیادہ افسوس نہ کریں، صرف دو طریقے ہوتے ہیں، صرف اے ڈی پی نہیں ہوتی، اس کیلئے ہائیڈل ڈیویلپمنٹ فنڈ سے بھی پیسے آتے ہیں اور اے ڈی پی سے بھی آتے ہیں تو اس دفعہ حکومت جتنے بھی یہ پراجیکٹس ہیں، یہ سارے ہائیڈل ڈیویلپمنٹ فنڈ میں جتنے پیسے ہیں، اس کی طرف سے لگائے گی اے ڈی پی کی طرف سے نہیں لگائے گی، تو یہ دس روپے اصل میں دس روپے نہیں ہیں، ہائیڈل ڈیویلپمنٹ فنڈ کے جتنے پیسے ہیں، وہ ان پراجیکٹس میں جو جو تیار ہوتے ہیں، وہ پیسوں کی وجہ سے نہیں، اس کی وجہ سے مسئلہ نہیں ہو گا، (مداخلت) آپ صبر کر لیں آجائیں گے، صرف جواب دینے دیں، تھوڑا سا میں نے بتانے کی کوشش بھی کی کہ جی ایک ایک پراجیکٹ 20 ارب کا، 30 ارب کا، 50 ارب روپے کا لگتا ہے، ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں تو اگر ہم اس کو پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیتے

ہیں، یہ اچھا ہے کہ بابک صاحب بھی آ گئے، وہ کہتے ہیں کہ جی آپ کیوں دیتے ہیں پرائیویٹ سیکٹر کو؟ مثال کے طور پر انہوں نے کہا کہ جی 50 ہزار میگاواٹ کی Capacity ہے یا 30 ہزار میگاواٹ کی Capacity ہے، اس میں سے ہمارے پاس اگر پانچ سو، سات سو، ہزار کے خود پیسے ہیں تو اس سے خود اپنے شروع کئے ہوئے ہیں یا کر رہے ہیں اور باقی اگر جگہیں خالی ہیں اور جتنے پراجیکٹس لگ سکتے ہیں تو اگر آدمی باہر سے آ کے وہ کہے کہ جی میں پلانٹ لگاتا ہوں اپنا، میں اپنی Investment کرتا ہوں، پورے پاکستان کو بجلی جائے گی، ہمیں اس میں سے صوبے میں ویسے ہی اس کو تھوڑا سا شیئر ملے گا تو میرے خیال میں اس میں تو Simple سی بات ہے، اس میں تو کوئی اس بحث کی گنجائش ہے نہیں، اگر ہمارے پاس پیسے ہوتے اور ہم نہ کرتے تو پھر بات تھی لیکن اگر یہ خود کہہ رہے ہیں کہ جی 30 ہزار 50 ہزار کے ہیں اور ایک ایک یہ 69 میگاواٹ پہ 20 ارب 25 ارب روپے لگتے ہیں تو 30 ہزار پہ آپ سوچیں کہ کتنا پیسہ لگے گا؟ ایک جگہ خالی ہے، مطلب نہر آ رہی ہے یا دریا آ رہا ہے، اس میں سے ایک پاور پلانٹ ایک جگہ لگ جاتا ہے، کچھ Distance بعد دوسرا لگ جاتا ہے، کچھ Distance بعد تیسرا لگ جاتا ہے، ہمارے پاس جو میں Repeat کرتا ہوں، ہمارے پاس جو پیسے ہیں، ہم اس سے لگا رہے ہیں، باقی جو جگہیں ہیں، جہاں پہ Feasibility، اور پرائیویٹ سیکٹر آ کے کہتا ہے کہ جی میں پلانٹ لگاؤں گا، میں بجلی Produce کروں گا اور اس میں سے تھوڑا سی کچھ Percentage ہمیں ملے گی تو میرے خیال میں Simple سی بات ہے، اس میں تو اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہونی چاہیئے۔ پھر جو دوسری بات انہوں نے کی کہ جی Far-flung areas میں، یہ وہی بات ہے جو میں نے کہا کہ Mini and Micro Power Projects ہیں چھوٹے چھوٹے جن سے ان Far-flung areas کو بجلی جائے گی، جہاں پہ اول بجلی ہوتی نہیں ہے، 18 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے، وولٹیج کم ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے ہم یہ Mini and Micro Power Projects شروع کر رہے ہیں جو 356 Already شروع ہیں، 53 کمپلیٹ ہو گئے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ ہمارا پلان ہے کہ اگلے دو سال میں ان کو ایک ہزار تک لے کے جائیں، ان پہ جو پرانے چیئرمین صاحب تھے، جن پہ وہ اعتراض کر رہے تھے کہ یہ آپ نہ کریں، یہ Simple سی دو چیزیں جو ہیں وہ میں نے آپ کو بتائیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> فیصل صاحب!

راجہ فیصل زمان: بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سر! میں پہلے تو عاطف بھائی کی ایک بات پہ ان کو جواب دینا چاہوں گا۔ انہوں نے شکیل درانی صاحب کے بارے میں کہا ہے کہ میں خود ان کے ساتھ رہا ہوں، سن 2000ء سے لے کے بلکہ عنایت اللہ صاحب بھی رہے ہیں، بہت Talented آدمی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: فیصل صاحب! آپ چیئر کو ایڈریس کریں پلیز، چیئر کو۔

راجہ فیصل زمان: سر! بہت Dead honest آدمی ہیں اور میں اپنے بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ Inefficiency is also corruption، آپ Inefficient ہوں تب بھی اس کا مطلب ہے کہ آپ کرپٹ ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ نے کچھ کھایا ہے، یہ ضروری نہیں ہوتا کہ آپ کچھ جیب میں ڈالتے ہیں، آپ Inefficient، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کرپٹ ہیں۔ اگر کسی نے کوئی بات اٹھائی ہے، کوئی اچھا پوائنٹ بتایا ہو، اس کو آپ دیکھیں، Revisit کریں اور اس چیز کو PEDO کے حوالے سے کریں۔ سر! میں اپنی پارٹی کی طرف سے، کل میرے آنریبل چیف منسٹر صاحب نے کہا تھا رائلٹی کے حوالے سے، میں نے وہاں پہ کیمپ لگایا اور میں نے کہا، میں نہیں جانتا تو اس کا مطلب ہے کہ Present Government ان کے ساتھ Cooperate کر رہی ہے، تو اسی لئے ان کو رائلٹی وہاں سے ملی ہے۔ اگر پچھلی گورنمنٹ نے نہیں کیا تو اس کا ہم پہ، ان پہ نہیں جانا چاہیئے۔ دوسری بات سی پیک کا انہوں نے کہا تو سر! ہمارے ہزارہ سے چھ اضلاع میں سے جا رہا ہے، ہم غریبوں کا انہوں نے نام نہیں لیا، اس کی اونرشپ نہیں لی، اس کا تھوڑا سا دکھ ہوا تو میں نے کہا، اس کا میں اظہار کر دوں کہ ہم بھی آپ کے صوبے کے ہی لوگ ہیں (تالیاں) اور ہم اس کو مطلب Own کرتے ہیں، تو میں کہتا ہوں کہ وہ سی پیک ہمارے اس سے جا رہا ہے۔ تیسری بات جو انہوں نے کہی واپڈا کے حوالے سے، یہ Across the board جو بھی چور ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، چاہے میں چور ہوں، چاہے واپڈا چور ہے، ہم آپ کے ساتھ جدھر جاتے ہیں، ہم آپ کے ساتھ جائیں گے، جس جگہ تک جاتے ہیں آپ، ہم آپ کے ساتھ جائیں گے لیکن آپ کو یہ ضرور ریکویسٹ کریں گے سر! کہ آنریبل ایک فورم موجود ہے، آپ کے آنریبل چیف منسٹر صاحب ہیں، آپ کے پاس اپوزیشن لیڈر صاحب ہیں، ان کی پوری ایک کیبنٹ ہے، یہ ہم سب اکٹھے ہو کے جا سکتے ہیں اور اپنا کیس لڑ کے اپنا حق لے سکتے ہیں بجائے اس کے کہ ہم جا کے جگہوں کو تالے لگائیں اور ایک نیا رواج بنا

دیں تو Kindly ان چیزوں سے ہمیں پرہیز کرنی چاہیئے سر۔ ہمارا ہزارہ سب سے زیادہ ریونیو دے رہا ہے Billing میں، سر! میں بجٹ کی طرف آتا ہوں، سپلیمنٹری بجٹ ہے 26 بلین کا، اس میں خیبر بینک کے حوالے سے میرا اپنی پارٹی کا موقف ہے جس طرح لطف الرحمان صاحب نے کہا ہے کہ جوڈیشل کمیشن ہونا چاہیئے، یہ کمیشن جو آپ نے بنایا ہے، کمیٹی، یہ اگر ڈیڑھ سال پہلے ہوتی تو پھر میں اس سے Agree کرتا کیونکہ شیرپاؤ صاحب اس وقت اس طرف تھے، (تالیاں) اگر اس طرف بیٹھ کے وہ اگر چیئرمینی کرتے تو پھر میں Agree کر لیتا لیکن اس چیئرمینی کے ساتھ ہم Agree نہیں کرتے۔ روڈز اور Bridges کے حوالے سے ہمیں ذرا بتایا جائے کہ اگر اضافی خرچ دو ارب آیا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں اور میں اپنے بھائی آنریبل منسٹر عنایت اللہ صاحب سے نان سیلری لوکل گورنمنٹ میں جو ہے، اس کا ہم چاہتے ہیں، اپنے نالج کیلئے یہ نہیں ہے کہ ہمیں آپ پہ کوئی شک ہے، گرانٹ ٹو لوکل کونسلز کیلئے بھی آپ ہمیں تھوڑی سی وضاحت کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جب ہم اپنے حلقوں میں جائیں تو لوگ ہم سے پوچھیں تو ہم ان کو بتانے کے قابل ہوں کہ وہاں سے حکومت آپ کو کیا دے رہی ہے۔ اسی طرح امداد بحالی کا بھی شہری دفاع میں آپ نے فنڈ رکھا ہے، اس میں پوچھنا چاہتا ہوں، اس میں آپ کو PDMA کی طرف سے بھی، فیڈرل گورنمنٹ سے بھی کوئی مدد مل رہی ہے یا نہیں مل رہی؟ میرے آنریبل چیف منسٹر صاحب نے کل ایک اعلان کیا تھا کہ ہر ضلع میں تقریباً Complexes بنیں گے کھیلوں کے اور بڑے جدید ٹائپ ہوں گے اور Academies type ہوں گے، میں چاہتا ہوں کوئی منسٹر صاحب وضاحت بھی کر دیں، ساتھ ساتھ یہ بھی وضاحت کر دیں کہ یہ 97 لاکھ جو ہے، یہ اضافی کدھر خرچ ہو گیا؟ جنرل ایڈمنسٹریشن کے حوالے سے سر! میں یہی کہوں گا کہ ہمارے اسمبلی کے لوگوں کو Own کر لیں تو اگلی دفعہ اس سے زیادہ بھی لے آئیں، تب بھی ہم ان کو ماننے کیلئے تیار ہیں، کم از کم ہمارے لوگوں کو Own کر لیں۔ سر! جو چیف منسٹر صاحب نے یہاں ایشورنس کرائی ہے کہ وہ لوگ ہمارے اسمبلی کے لوگوں کو جو، کورٹ کا Decision بھی آ چکا ہے، میں یہ ریکویسٹ دوبارہ کروں گا، ہمارا اس پہ کوئی زور نہیں ہے لیکن ان کا بھی وہی Right بنتا ہے جو Right سیکرٹریٹ کے لوگوں کا ہے، میں سر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں ایک بات کرتاہوں کہ ہم ان شاءاللہ اتنے وہ نہیں ہیں کہ کوئی ہمارے سٹاف کا حق کھائے گا اور میں اپنے اسمبلی سیکرٹریٹ کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونے دوں گا ان شاءاللہ۔

راجہ فیصل زمان: ان شاءاللہ سر۔ سر! ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس میں یہاں کچھ باتیں ہوئیں اور میں یہ نہیں کہتا، سب سیکرٹریز ایک جیسے نہیں ہوتے، اچھے لوگ بھی ہیں، اگر ایک سیکرٹری کی وجہ سے آپ سارے ڈیپارٹمنٹس کو خراب کہہ دیں تو ایسی بات کوئی نہیں ہے، بہت ایسے لوگ ہیں جو Honestly perform کر رہے ہیں سر، اور یہاں پہ یہ کہا گیا کہ پرانے لوگ کرپٹ تھے اور پرانے لوگ ایسے تھے، ویسے تھے، اس بات پہ میں ایک واقعہ سناؤں گا اور پھر آپ سے اجازت لوں گا۔ سر! وہ ایک بادشاہ تھا، اس کے پاس اس کے دو دوست ملنے آئے تو بادشاہ سلامت نے، یہ اس اسمبلی کے بارے میں ہے۔ اس بادشاہ سلامت نے ان دوستوں کے سامنے عطر منگوایا، عطر منگوایا، وہ خوشبو کا عطر نیچے زمین پر گر گیا، اس نے اس عطر کو اٹھا کے جب لگایا تو وہ ادھر سے بابک صاحب دیکھ رہے تھے کہ بادشاہ سلامت نے یہ لگالیا تو اس نے اپنے دوست سے پوچھا، بتاؤ یار کیسا ہے؟ اس سے اس کو شک پڑ گیا کہ اس نے دیکھ لیا بابک نے، اس نے اپنا ہاتھی منگوایا، اس نے اس ہاتھی کو اس پورے عطر سے نہلا دیا کہ یہ بات کسی طرح چھپ جائے تو اس نے پھر پوچھا اپنے دوست سے کہ یار بتاؤ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت وہ نیچے سے جو قطرہ اٹھایا وہ واپس کبھی مڑ نہیں سکتا، وہ جو ہماری عزت گئی ہے وہ واپس نہیں آسکتی۔ میں اپنے بھائیوں سے صرف یہ ریکویسٹ کروں گا کہ جو چاہے اس سائڈ پہ یا اس سائڈ پہ ہیں، ایک دوسرے کی عزت کا خیال کریں، کام آپ بے شک نہ کریں۔ (تالیاں) آپ ہمیں سکیمیں نہ دیں، کچھ نہ دیں لیکن ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں، عزت ایسی چیز ہے جو ہم اس جگہ تک عزت کی خاطر پہنچے ہیں اور عزت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میں بخدا کہتاہوں کہ سکیمیں ہمیں اللہ دیتا ہے، آپ نہیں دیتے، ہم آپ سے کچھ بھی نہیں مانگتے ہیں، ہم اللہ سے مانگتے ہیں لیکن صرف آپ سے ایک چیز مانگیں گے، عزت، آپ ہمیں صرف عزت دیں اور اللہ آپ سب کی عزت اور آبرو رکھے۔ میں سپیکر صاحب! آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، اللہ آپ کی بھی عزت رکھے، اللہ اس اسمبلی کی بھی عزت رکھے، آمین۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان!

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ، جناب سپیکر۔ بجٹ کے اوپر اور سپلیمنٹری بجٹ کے اوپر جو تقاریر ہوئیں اور گورنمنٹ کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا، احاطہ کیا گیا، حکومت کی کارکردگی جانچنے کیلئے دو Steps ہوتے ہیں، نمبر ون یہ کہ حکومت کی نیت کیا ہے، پالیسی کیا ہے اور نمبر دو یہ کہ اس کی Implementation کیا ہے، کتنی ہوگئی ہے Implementation؟ یہاں پر سیاست اور نیت کی بات کی گئی، پاکستان تحریک انصاف اور ہماری الائنس کی جو حکومت ہے، بڑی Simple چیزیں ہیں، وہ یہ کہ اگر ایجوکیشن کے اندر این ٹی ایس کے ذریعے یا کسی بھی طریقہ کار کے ذریعے ٹیچرز کو بھرتی کیا گیا تاکہ سیاسی بنیادوں کے اوپر ٹیچرز بھرتی نہ ہوں تاکہ نالائق ٹیچرز بھرتی نہ ہوں اور ہمارے بچوں کا مستقبل Secured ہو۔ بابک صاحب نے بات کی کہ اس اسمبلی کے 80 پرسنٹ لوگوں نے گورنمنٹ سکول سے پڑھا ہے، صحیح ہے، اس اسمبلی کے شاید 80 پرسنٹ لوگ 50 سے اوپر بھی ہیں، میں اس اسمبلی کے ہر ممبر سے یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ ہاتھ اٹھائیں کہ کتنے ممبرز ہیں جن کے بچے آج گورنمنٹ سکول میں پڑھتے ہیں، مجھے ایک بتا دیں، ایک ہاتھ اٹھائیں کہ میرا بچہ گورنمنٹ سکول میں پڑھتا ہے۔ (تالیاں) جناب سپیکر! مجھے کوئی چیز پسند ہے، جناب سپیکر! مجھے کوئی چیز پسند ہے، مجھے کوئی چیز پسند ہے، وہ یہ ہے کہ سولر لائٹ کا زمانہ ہے، سولر لائٹ کا زمانہ ہے، سولر لائٹ کا زمانہ ہے، اگر کسی کو لالٹین پسند ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن سولر لائٹ کے اوپر اعتراض نہ کیا جائے کہ سولر لائٹ خراب چیز ہے کیونکہ وقت کے ساتھ جانا پڑتا ہے۔ جناب سپیکر! Non interference کا، سیاسی مداخلت ختم ہونے کا ہم جو دعویٰ کرتے ہیں، یہاں حکومتی ممبر، کوئی منسٹر اپنی مرضی کا ایس ایچ او نہیں لگوا سکتا، مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا واقعی پہلے اسی طرح تھا؟ یہ دنیا گواہ ہے، اچھا اس میں کوئی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں ہے، اس میں کوئی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی بہت بڑی سوچ چاہیئے اس کیلئے، کوئی بہت بڑی Efforts چاہیئے اس کیلئے، کوئی بہت زیادہ کوئی فلاسفی، وہ فلسفی آنے کی ضرورت ہے، حکومت کی نیت ہوتی ہے، اگر کسی کی نیت ہی ٹھیک نہیں تو اس کی کارکردگی کا بندہ کیا کرے؟ پہلے ہیلتھ ریفارمز ہیں، ایجوکیشن کے اندر ریفارمز ہیں، پولیس کے اندر ریفارمز ہیں، میرٹ کے اوپر بھرتیاں ہیں، Political interference ختم ہے۔ پہلا Step، میں اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ پہلے Step کے اوپر بات کی جائے کہ حکومت کی نیت

کہاں خراب ہے اور کہاں پر میرٹ کی پالیسی نہیں ہے اور اس سے پہلے کہاں تھی، کوئی یہ پالیسی تھی؟ جناب سپیکر! 25 ہزار ٹیچرز بھرتی ہوگئے ہیں، میرٹ کے اوپر بھرتی ہوگئے ہیں، لائق آگئے ہیں اور ہمارے بچوں کا مستقبل ان شاءاللہ روشن ہے لیکن جناب سپیکر! اگر سیاسی بنیادوں کے اوپر آپ ٹیچرز بھرتی کرلیں تو کیا یہ Political interference نہیں ہے، کیا یہ اس قوم کیلئے تباہی نہیں ہے؟ بابک صاحب نے بات کی Playgrounds کی، تو میں ذرا اس کی تصحیح کردوں کہ ایک کنال کے اندر یا دو کنال کے اندر Play land بن سکتا ہے، Play area، وہ بہت چھوٹا ہوتا ہے، اس کے اندر وہ دو چار جھولے ہوتے ہیں، وہ آپ جو باسکٹ بال گراؤنڈ کی بات کرتے ہو، وہ آپ صحیح ہیں لیکن وہ Play land نہیں Play area ہے، Playground نہیں ہے، تو وہ ذرا میں سمجھوں، اگر آپ نے یہ سوچا ہوگا کہ کوئی بہت بڑا گراؤنڈ ہوگا تو یہ نہیں ہے، چھوٹے بچوں کیلئے وہ Play area ہوتا ہے، دو چار جھولے ہوتے ہیں تاکہ وہ اس کے ساتھ Busy رہیں۔ میں جناب سپیکر! مولانا صاحب نے سوال پوچھا کہ سیاست کیا ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟ ہمیں سمجھایا جائے تو اگر یہ Definition بھی ہم سے پوچھتے ہیں تو ہم بتا ہی دیتے ہیں لیکن سیاست کی Interpretation کی بات ہوتی ہے کہ آپ اس کو کس طرح Interpret کرتے ہیں، جو Greek لفظ ہے Politics، اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام کیلئے ایسے فیصلے کرنا کہ سارے عوام کے اوپر ایک طرح اس کا اثر ہو، نافذ ہوں، اس کی ایک Definition ہے اور یہ اسی گورنمنٹ میں ہے کہ جو فیصلہ ہے، وہ سب کیلئے ایک ہے، شاید مولانا صاحب کو اس Definition کا اسلئے نہیں پتہ تھا کہ اس سے پہلے اس طرح کے فیصلے سارے لوگوں کے اوپر اسی طرح نافذ نہیں تھے اور اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو آپ اس کی Definition ڈکشنری میں دیکھ لیں لیکن ایک اور Definition ہے، اس کے ساتھ ملا ہوا ہے، ایک اور Definition ہے، دو Definitions ہیں، ایک Definition یہ ہے کہ ایک بندے کی پاور کا ایسا استعمال جس سے دوسرے بندے کا Behavior control کیا جائے، یہ بھی اس کی Definition ہے، یہ مولانا صاحب کو پتہ ہے اس Definition کا کہ وہ کس طرح استعمال کرتا ہے Politics، بہرحال یہ چونکہ انہوں نے سوال کیا تھا، مجھے جواب دینا پڑا، اگر یہ نہ پوچھتے، بابک صاحب نے سوال کیا کہ پچھلی سپیچ میں بھی کہا، بڑی اچھی بات کی کہ یہ بتایا جائے کہ Billion Trees کی ضرورت تھی یا Reservation کی ضرورت

تھی؟ یہاں پلانٹس بچانے کی ضرورت تھی یا لگانے کی ضرورت تھی؟ تو اس کیلئے اشتیاق صاحب نے بات بھی کی ہے اور میں کہہ دوں کہ جو دو کروڑ 40 لاکھ پودے آپ نے مارک کئے تھے کہ ان کو ہم کاٹیں گے، اس کو ہم نے روک دیا کہ وہ آپ نہیں کاٹ سکتے، کوئی نہیں کاٹ سکتا، حکومت نے وہ فیصلہ واپس لے لیا، یہ فارسٹ ڈیپارٹمنٹ نے مارک کئے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو ٹمبر کا کاروبار کرتے ہیں، وہ بھی سب جانتے ہیں۔ جناب سپیکر! ایک PEDO کے حوالے سے بات ہوئی جو 34 ہزار سٹوڈنٹس کی بات کی، بابک صاحب! ان کے بھی نام ہمارے پاس ہیں، ان کے والدین کے نام بھی ہمارے پاس ہیں، کسی اور کے نام آپ کو چاہیئے، وہ بھی بتادیں گے جب بھی آپ کو ضرورت ہو، 34 ہزار سٹوڈنٹس جو پرائیویٹ سے گورنمنٹ سکولز آئے ہیں، وہ بالکل اس کا ریکارڈ ہم بابک صاحب کو Provide کریں گے، اگر ان کو شک ہے کہ ہم کوئی بات غلط کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! Implementation کے اندر مسائل ہیں اور جو بات کی کل آنریبل چیف منسٹر صاحب نے بیوروکریسی کے بارے میں، تو انہوں نے اصولاً بات کی، انہوں نے اصولاً بات کی کہ ویژن اور پالیسی حکومت کی ہوتی ہے، Implement کرتی ہے بیوروکریسی، آپ کے آفیسرز آپ کے ویژن کو According to the rules, law, policy وہ Implement کرتے ہیں، اگر ہم اپنا کام ان کے حوالے کر دیں، اگر ہم یہ سمجھیں کہ وہ ویژن بھی ہمیں دیں، اگر ہم یہ سمجھیں کہ وہ پالیسی بھی ہمیں دیں اور Implement بھی وہ کر دیں تو یہ ان کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ میں پھر سے Repeat کرتا ہوں کہ ویژن اور پالیسی حکومت کا کام ہے، Implementation بیوروکریسی کا کام ہے اور ہمیں Implementation میں کوئی دقت نہیں ہے، لہذا ہم اپنی Responsibility پوری کریں گے، آفیسرز اپنی Responsibility پوری کریں گے، اس کے اوپر یہ بڑا کلیئر تھا۔ ایک بات بابک صاحب نے کی، کبھی چیف منسٹر صاحب نے یہ نہیں کہا کہ ملاکنڈ کے اندر چوری کی گاڑیاں ہیں، چیف منسٹر صاحب یہ جو نان کسٹم پیڈ گاڑیاں ہوتی ہیں انگریزی میں جس کو Slang کہتے ہیں یا ویسے ہی محاورتاً جو بات کرتے ہیں کہ چوری کی گاڑیاں، ظاہر ہے کہ اگر کسٹم پیڈ نہیں ہیں تو پشتو میں اس کیلئے اگر کوئی لغت، نان کسٹم پیڈ کیلئے کوئی لفظ ہے تو آپ ہمیں بتادیں، ہم وہ Apply کریں گے لیکن چوری کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح گاڑی کوئی چرا لیتا ہے، نان کسٹم پیڈ کیلئے لفظ استعمال کیا گیا، لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ Political

analysis ہے جس کی وجہ سے شاید بد قسمتی سے سیاست لفظ اور سیاست نام انتا بدنام ہو چکا ہے کہ یہ جس طرح بقول بابک صاحب خود انہوں نے کل پرسوں کہا تھا کہ سیاست سے لوگوں کو نفرت ہو گئی ہے تو شاید ہمارے یہ رویے ہیں جن کی وجہ سے سیاستدان اور سیاست سے لوگوں کو نفرت ہے، اگر ہم اس کو According to definition positively استعمال کریں تو ان شاءاللہ سیاست پر لوگوں کو اعتماد ہو گا۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ، شاہ فرمان۔ مولانا عصمت اللہ۔

<u>جناب محمد عصمت اللہ:</u> بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے اس ضمنی بجٹ پر عام بحث کے دوران مجھے بھی اجازت عنایت فرمائی۔ جناب سپیکر! یہاں پر مختلف باتیں سامنے آئیں اور اس کے گردونواح میں مختلف قسم کی باتیں بھی سامنے آئیں، میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری موجودہ جو برسر اقتدار حکومت ہے، وہ ان کے خوشنما نعروں میں جو شامل باتیں ہیں، وہ میرٹ ہے اور انصاف ہے، اور یہ میرٹ اور انصاف، یہ اکیلے اسلام کا حکم نہیں ہے، اس کو اکیلے اسلام اچھا نہیں سمجھتا ہے بلکہ یہ پوری انسانیت کا تقاضا ہے۔ میرٹ اور انصاف دو ایسی چیزیں ہیں کہ جو انسانیت کے تقاضے ہیں، اسلام سے آگے جا کر تو یہ بہت اچھی چیز ہے اور اسی طرح رشوت ستانی پر زور دیا جا رہا ہے، یہ بھی بہت اچھی چیز ہے، بہت اچھی چیز ہے، ہم جب جاتے ہیں تو خاصکر یہ ورکس کے جو محکمے ہیں، بلدیات ہو گیا، سی اینڈ ڈبلیو ہو گیا، ایریگیشن ہو گیا تو بڑے بڑے خوشنما آویزاں کچھ بینرز لگے ہوئے ہیں کہ اپنے آپ اور اپنی اولاد کو حرام خوری سے، فلاں سے بچاؤ اور یہ کرو وہ کرو لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کیا ایمان سے، ایمانداری سے میرے جو صاحب اقتدار منسٹرز صاحبان ہیں جو اقتدار سے تعلق رکھنے والے صاحب اقتدار، یہ کیا نہیں سمجھتے ہیں، ان کو پتہ نہیں ہے کہ یہ ساری کارکردگی * + ہے، کیا ان کو پتہ

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

نہیں ہے؟-----

جناب سپیکر: یہ * +،اس کو میں حذف کرتا ہوں،الفاظ کو تھوڑا آپ-----

جناب محمد عصمت اللہ: جی، میں عرض کر رہا ہوں جو قول اور عمل ایک نہیں ہے، میں یہی کہوں گا جی، * + میں واپس لیتا ہوں کہ جو لکھا گیا ہے، جو ظاہر ہے، جو ظاہر کرتے ہیں، جو لوگوں کو بتاتے ہیں، اندر اس طرح نہیں ہے، کیا ان کو پتہ نہیں ہے، کیا ان کو پتہ نہیں ہے کہ کمیشن لیا جارہا ہے، کیا ان کو پتہ نہیں ہے کہ Approval پر دو پرسنٹ مطلب لیا جارہا ہے، کیا ان کو پتہ نہیں ہے کہ جو ورکس ہیں، وہاں پر ایک دوسرے کو یہ کیا کہتے ہیں، Ringدے کر وہ کام لئے جارہے ہیں، مجھے معلوم ہے سپیکر صاحب! کہ ان کے ایک کیبنٹ ممبر کی پشت پناہی پر اس کے قریبی رشتہ دار نے، یہ آج کہتے ہیں، وہ کیا کہتے ہیں کہ جی وہ انٹرنیٹ کے ذریعے ہم نے ٹینڈرز کھلوائیں، جناب سپیکر! میں آپ کو پورے وثوق سے اس ہاؤس میں بتانا چاہتا ہوں کہ 80% below دیا گیا، 80% below rate ڈالا گیا اور پھر اسی ایکسیئن سے مل کر اسی کیبنٹ ممبر کے بھائی نے جو اس کی سرکاری گاڑی پر سوار ہو کر گیا ہے، اس نے اس کام کو اس سے پورا Bid تبدیل کروا کر وہ At par پر لیا گیا ہے، یہ کرپشن نہیں ہے؟ اور پھر میں نے فون کیا کہ جی اے سی صاحب، کیونکہ ایک Bid وہاں اے سی صاحب کے پاس، وہاں سے بھی تبدیل ہوا ہے-----

جناب سپیکر: آپ وضاحت کریں تو یہاں باقاعدہ ٹریژری بنچز سے جواب آجائے گا۔

جناب محمد عصمت اللہ: وہ جی، میں آپ کو بات بتا رہا ہوں، اس طرح دوسری بات پہ میں آتا ہوں، میرا بلدیات کا منسٹر بھی بیٹھا ہے-----

جناب سپیکر: یہ کونسا ڈسٹرکٹ ہے؟

جناب محمد عصمت اللہ: ڈسٹرکٹ کوہستان میں، ڈسٹرکٹ کوہستان میں اور یہ ان کو پتہ ہے جی، سارا کچھ پتہ ہے ان کو، ان کے جو ادارے ہیں، یہ نہیں بتا رہے ان کو، میں جناب سپیکر صاحب! بلدیات کی طرف آتا ہوں، یہ میرٹ اور انصاف کی بات کرتے ہیں، ویلج سیکرٹری کی پالیسی یہ بنی ہے، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا-----

---

** بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

جناب سپیکر: میں چاہتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے، گورنمنٹ کی طرف سے اس کے اوپر Proper reply بھی ہو، وہ منسٹر صاحب اس کے حوالے سے سینیئر منسٹر صاحب آپ کو Respond کریں گے۔

جناب محمد عصمت اللہ: جی، میں آپ کو بات بتا رہا ہوں، یہ ان کی پالیسی ہے ویلج سیکرٹریز کے بھرتی کرنے کیلئے کہ ویلج سیکرٹریز کس طرح بھرتی ہوں گے؟ اس پالیسی لیٹر میں انہوں نے بتایا ہے کہ پہلے وہ ویلج سیکرٹری، جو ویلج ہے، وہاں کا جو آدمی ہے، وہ بھرتی ہوگا، اگر وہ تعلیمی معیار پر پورا نہ ہو تو پھر قریب ترین ویلج سے لیا جائے گا۔ جناب سپیکر! اگر وہاں سے بھی کوئی نہ ملے تو پھر ٹاؤن اور تحصیل سے لیا جائے گا، یہ ان کی پالیسی ہے اور پھر اس پالیسی پر عملدرآمد کیلئے یہ سیکرٹری بلدیات صاحب نے ایک نوٹیفکیشن کیا ہے کہ اس کو بھرتی کرنے کیلئے فلاں ضلع میں یہ ڈی سی صاحب جو ہیں وہ چیئرمین ہوگا، اے ڈی اس کا ممبر ہوگا اور پھر سی سی او اس کا ایک ممبر ہوگا، چیف آفیسر صاحب ممبر ہوگا، یہ نوٹیفکیشن میرے پاس ہے، یہ نوٹیفکیشن ہے 25 اضلاع کیلئے اور ضلع کوہستان لوئر کیلئے یہ کمیٹی نہیں بنی ہے، کمیٹی کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا ہے، اس نوٹیفکیشن میں یہ ضلع کوہستان لوئر نہیں ہے اور کیوں نہیں ہے؟ اسلئے کہ ضلع کوہستان کو جب عدالت عالیہ پشاور نے Stay دیا تھا، اس کے بعد صوبائی حکومت کی ویب سائٹ پر موجود ہے کہ انہوں نے اس کو معطل کیا ہوا تھا، اس کو روک دیا تھا، On hold کہتے ہیں یا Withhold کہتے ہیں؟ مطلب ہے جو لفظ ہے وہ کیا تھا جی، اس وجہ سے اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ پھر اس کے باوجود، یہ ان کی میں میرٹ کی کہانیاں سنا رہا ہوں آپ کو، ہمارا ایک کیبنٹ ممبر ہے عبدالحق خان مشیر جی، وہ وزیر اعلیٰ کو لکھتا ہے کہ یہ جو کالا ڈھاکہ میں پہلے جو سی سی او تھا غلام یوسف، اس کو آپ کوہستان لوئر میں اے ڈی لگائیں، اے ڈی لگائیں، وزیر اعلیٰ صاحب لیٹر کرتا ہے اور بلدیات سے ان کا آرڈر ہوتا ہے، اب وہاں جا کر وہ انٹرویو، پہلے این ٹی ایس کا انٹرویو اکٹھا ہوا ہے پورے کوہستان کا، وہ جو۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ تو بجٹ پر بات کریں، اگر آپ کو۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: ایک منٹ، میں بجٹ پر آتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں بات کرتا ہوں، اسلئے ضروری ہے۔

جناب محمد عصمت اللہ: میں بجٹ پر آتا ہوں، بجٹ کا ہے، یہ میرٹ اور انصاف کی باتیں ہیں، پھر اس کے بعد کیا ہوا جی؟ پھر وہاں پر یہ ہوا کہ انہوں نے وہ غلام یوسف اور ڈی سی، جو عدالت کا Stay تھا، اس کے باوجود اس کا آرڈر ہوا، ادھر سے ان کا نوٹیفیکشن نہیں ہوا ہے جی، سیکرٹری نے اس کو نوٹیفائی نہیں کیا ضلع کوہستان لوئر کو، اس کے باوجود وہ آرڈر کرتے ہیں لیکن وہ آرڈر کس طرح کرتے ہیں جی؟ وہ آرڈر اس طرح کرتے ہیں کہ اس پالیسی کے بالکل برعکس جب بیس آدمی تحصیل پٹن کے، وہ اس مشیر صاحب کی تحصیل کے ہیں جس نے اس آدمی کا آرڈر کرایا، وہ تحصیل پالس میں لگاتے ہیں، حالانکہ تحصیل پالس میں اس سے پہلے ان سے زیادہ تعلیم والے لڑکے موجود ہیں، اس کے باوجود لگاتے ہیں۔ پھر مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ میں نے آکر منسٹر صاحب کو بھی بتایا کہ یہاں میرٹ کی Violation ہوئی ہے، یہاں رشوت کیلئے ایک ایک لڑکے سے ایک لاکھ 50 ہزار، دو لاکھ، تین لاکھ، چار لاکھ تک رشوت لی گئی ہے۔ جناب سپیکر! اتنی بڑی خبر جب یہ میرٹ اور انصاف کے دعویداروں کے پاس میں پہنچاتا ہوں، یہ نیچے دیکھتے ہیں، یہ کیوں نیچے دیکھتے ہیں؟ میرا سوال یہ ہے، جب میں ان کے پاس ایک اتنی بڑی میرٹ کی خلاف ورزی کی خبر لیکر آتا ہوں، مجھے تو سینے سے لگانا چاہیئے تھا، اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیئے تھی لیکن اس کے باوجود وہ ٹال مٹول سے کام لیتے رہے، کیوں؟ یہ میرٹ ہے، یہ میرٹ کا جنازہ نکالنا نہیں ہے؟ ہاں میں مانتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب نے ہمیں کہا تھا کہ آپ کوئی چیز مانگیں مت لیکن آپ نگرانی کریں، جہاں میرٹ کی خلاف ورزی ہو، جہاں ناانصافی ہو، جہاں کوئی رشوت کی آپ نشاندہی کریں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی ان نصیحتوں اور وصیت کے باوجود ہم جب میرٹ اور انصاف کی خلاف ورزی کی نشاندہی کرتے ہیں تو ان کی کیبنٹ کے منسٹرز نیچے دیکھتے ہیں، زمین کی طرف دیکھتے ہیں، کیوں، یہ کیا ہوگا آخر؟ کیا یہ میرٹ اور انصاف کی ورد سے ان کو ثواب ملے گا یا کارکردگی سے ثواب ملے گا؟ جناب سپیکر! نہ کوئی میرٹ ہے، نہ کوئی انصاف ہے، خدا کی قسم اور نہ رشوت کی کوئی روک تھام ہے بلکہ میں کئی دفعہ رہا ہوں بلکہ پہلے سے زیادہ رشوت کا بازار گرم ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت خان!

جناب محمد عصمت اللہ: میں ان کو بتانا چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت خان! عنایت خان!

جناب محمد عصمت اللہ: اور پھر آخر میں ایک، ایک بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، یہ کہتے ہیں کہ پولیس کی مداخلت ختم ہے، جناب سپیکر! کیسے پولیس میں مداخلت ختم ہے، پولیس سے سیاسی مداخلت کیسے ختم ہے؟ یہاں پر مانسہرہ میں ہمارا ایک ایکس ایم پی اے دلدار مولانا صاحب کی گاڑی پر پتھراؤ ہوا، اس کا الزام مجھ پر بھی لگایا گیا، مجھ پر بھی لگایا گیا اور ان لوگوں نے اس کو دریافت میں ڈالا، میں بھی اس دریافت میں، میں نے اپنا بیان دیا کہ میں پشاور میں تھا، وہاں سے ایک شادی کیلئے میں ایبٹ آباد گیا تھا، وہاں سے فلاں وقت میں پھر پشاور آیا، مانسہرہ آیا، انہوں نے میرا موبائل نمبر اور ڈیٹا بھی لے لیا کہ ہم سائنسی طور پر بھی معلومات کرتے ہیں، انہوں نے وہ بھی لیا اور پھر گزشتہ دن 18 تاریخ کو میں ادھر تھا، اسمبلی اجلاس سے باہر نکلا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کے خلاف پرچہ ہو گیا ہے، یار میرے خلاف کس طرح پرچہ ہو گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ وہاں پر پرچے کس طرح ہوتے ہیں، بڑی عجیب بات یہ ہے، اب وہ مولانا دلدار صاحب جس کے اوپر حملہ ہوا ہے، وہ خود 302 کا مفرور ہے، اشتہاری ہے، واقعہ ان کے ساتھ ہوا ہے اور وہ آئے مانسہرہ کے اڈے میں، الزام مجھ پر ہے اور پھر جب میں دیکھتا ہوں تو پرچے میں اس کا بھائی ہے، جہانداد، وہ کہتا ہے کہ میرے اوپر حملہ ہوا ہے، مجھے مارا گیا، میرے اوپر قاتلانہ حملہ ہوا اور مولانا عصمت اللہ نے بندوق پکڑی تھی اور پھر میں نے پتہ کیا تو بتایا گیا کہ وہاں کا مقامی ایس پی پرچہ نہیں کرنا چاہتا تھا، ڈی آئی جی نہیں کرنا چاہتے تھے کہ یہ غلط ہے لیکن اوپر سے حکم آیا کہ نہیں مولانا عصمت اللہ کے خلاف پرچہ ہونا ہے (تالیاں) کیا باتیں ہیں، خدا کیلئے یار " یا سور صوفی یا سور بنگی، یا سور صوفی یا سور بنگی"۔ اگر آپ میرٹ کے دعویدار ہو، انصاف کے دعویدار ہو تو کھل کر سامنے آؤ، ہم آپ کے پٹی بند ہیں، ہم آپ کو بتاتے ہیں، آپ امامت کریں لیکن * + تو اس میں نہ کریں نا۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: یہ الفاظ ریکارڈ سے حذف کرتے ہیں۔

جناب محمد عصمت اللہ: کہتے کچھ اور اور کرتے کچھ اور ہو۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، عنایت خان پلیز!

جناب محمد عصمت اللہ: جب ہم آپ کو نشاندہی کرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، عنایت خان! عنایت خان! پلیز، ہم آپ کو ویلکم کریں گے ان شاءاللہ، آپ کو ویلکم کریں گے، آپ کو ویلکم کریں گے جی۔ عنایت خان! پلیز۔ عنایت خان!

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں، ابھی وہ آپ کو جواب دیں گے۔ عنایت خان! پلیز۔

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ میرے ساتھ میرے خیال میں اسی بجٹ سیشن کے دوران مولانا صاحب لابی میں کہیں کسی جگہ پر ملے۔۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: پلیز پلیز، آپ بیٹھ جائیں جی۔

سینیئر وزیر (بلدیات): مجھے سنیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی عنایت خان! پلیز۔

سینیئر وزیر (بلدیات): اس میں ایک تو میں یہ کلیئر کرتا چلوں کہ صوبائی حکومت نے جو 2500 ویلج کونسل کے سیکرٹریز کی پوسٹیں تھیں، ان کو Advertise کر دیا اور اس کیلئے ڈپٹی کمشنر کی قیادت میں ضلع کے اندر کمیٹی بنائی گئی۔۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر صاحب! یہ کمیٹی وہاں نہیں بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: پلیز، یہ بات آپ کی طرف تو نہیں ہے مولانا صاحب! آپ تو پہلے اسمبلی میں رہے ہیں، یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے، آپ پلیز بیٹھ جائیں۔

سینیئر وزیر (بلدیات): ڈپٹی کمشنر کی سر براہی میں کمیٹی بنائی گئی اور این ٹی ایس اس سکریننگ کیلئے استعمال کیا گیا، لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے جو پالیسی بنائی، اس میں این ٹی ایس کے تھرو سکریننگ ہوئی اور Academic کو ESTA Code فارمولے کے مطابق 92 مارکس دیئے گئے اور آٹھ نمبرز جو ہیں وہ انٹرویو کے دیئے گئے اور ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں ابتداء میں یہ بات چلتی رہی کہ انٹرویو کے جو مارکس ہیں، اس کو نہیں دینا چاہیئے کیونکہ اس کے بعد پھر لوگ اس پہ بھی بات اٹھاتے رہیں گے لیکن بعد میں ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے ESTA Code کے فارمولے کو Follow کیا اور اس کے مطابق پورے صوبے کے اندر اپوائنٹمنٹس ہوئی ہیں اور شکایات جگہ جگہ سے ملی ہیں، ڈیپارنمنٹ نے ان کے اوپر انکوائریز بھی کی ہیں اور جہاں غلطیاں ہوئی ہیں، ان کو ہم نے Rectify کر دیا ہے۔ ویسے مولانا صاحب کو میں بتاتا چلوں کہ میرے اپنے گاؤں کے اندر، میرے اپنے پولنگ سٹیشن کے اوپر Historically جماعت اسلامی کے مقابلے میں کوئی پچیس تیس پیپلز پارٹی کو ووٹ پڑتے ہیں اور جماعت اسلامی کو کوئی چار، پانچ سو ووٹ پڑتے ہیں لیکن میرے اپنے پولنگ سٹیشن کے اوپر جو میری اپنی ویلج کونسل ہے، وہاں پیپلز پارٹی کا ووٹر جو ہے، وہ Recommend ہوا ہے اور اس کو میں Block کر سکتا تھا کیونکہ جو ہمارا بندہ تھا، اس کے درمیان کوئی تین چار نمبروں کا فرق تھا لیکن میں نے ان کو Block نہیں کیا ہے، یعنی میں نے ذاتی طور پر اپنے ضلع کے اندر یہ رویہ اپنایا ہے۔ مولانا صاحب نے مجھے پچھلے دنوں اسمبلی کے دوران یہ بات کہی ہے، میں نے ان سے طے کی تھی یہ بات، میرے اور ان کے درمیان طے ہوا تھا کہ بجٹ کے دوران کٹ موشنز کے دوران یہ مسئلہ اٹھائیں گے اور میں اس کو بنیاد بنا کے سیکرٹری بیٹھے ہوں گے، میں اس پہ انکوائری بناؤں گا لیکن میں آپ کو ایک بات بتاؤں، یہ مولانا صاحب کہتے ہیں۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر صاحب!

سینیئر وزیر (بلدیات): آپ مجھے سنیں، مجھے سنیں ناں، May I not correct on this issue، آپ نے میرے نوٹس میں لایا ہے اور مجھے پتہ نہیں، مجھے پتہ نہیں ہے، آپ نے جو بات لائی ہے، مجھے اس کو Verify کرنا پڑے گا۔ اگر آپ کی بات درست ہے تو میں اس فلور آف دی ہاؤس پہ کہتا ہوں کہ میں اس کو Set aside کروں گا۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر صاحب!

سینیئر وزیر (بلدیات): آپ میری بات کو سنیں، آپ میری بات کو سنیں نا، میری بات کو سنیں نا، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ بیٹھے ہیں، اگر مولانا صاحب جو کچھ کہتے ہیں کہ جو ہماری Stated policy ہے، اس Stated policy کے Against اگر کوہستان لوئر اور اپر کے اندر ریکروٹمنٹس ہوئی ہیں تو ان کو Set aside کریں لیکن پہلے اس کے اوپر انکوائری کریں، اگر انکوائری ہوئی ہے اور آپ اس انکوائری سے مطمئن ہیں، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اور اس کے اندر یہ Findings سامنے آئی ہیں تو ان Findings کو آپ Implement کریں And I order from here تو اس کو Set aside کریں لیکن اگر انکوائری کے اندر جو کچھ مولانا صاحب کہتے ہیں، وہ درست نہیں ہے تو اگر مولانا صاحب اس سے نہیں مطمئن تو وہ دوبارہ اسمبلی میں لے آئیں، میں اس کو آپ کی سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کروں گا، میں آپ کی ہر قسم کی تسلی کروں گا۔ آپ اگر یہ چاہتے ہیں کہ میرٹ ہو تو میں آپ کو ویلکم کرتا ہوں، میں نے آپ سے کہا کہ میں جب اپنے حلقے کے اندر، اپنے گاؤں کے اندر Interfere نہیں کرتا تو میں کوہستان کے اندر کیسے Interference برداشت کروں گا؟ اسلئے میں آپ کو ویلکم کرتا ہوں، اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ انکوائری درست ہے تو سیکرٹری لوکل گورنمنٹ لابی کے اندر بیٹھے ہیں، وہ اس انکوائری کو Implement کریں۔ اگر آپ اس انکوائری سے نہیں مطمئن تو وہ دوسری انکوائری کریں، اگر آپ اس دوسری انکوائری سے بھی نہیں مطمئن تو آپ پھر اسمبلی آئیں، آپ کیلئے اگلا فورم اسمبلی ہے، اگر آپ اسمبلی سے بھی نہیں مطمئن تو ہم آپ کے کیس کو نیب کو بھی ریفر کر سکتے ہیں، آپ کو جس فورم سے بھی تسلی ہو، ہم اس کو ریفر کریں گے (تالیاں) لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم بالکل کسی غلط چیز کے اوپر سٹینڈ نہیں لیں گے، بالکل کسی غلط چیز کے اوپر سٹینڈ نہیں لیں گے۔ آپ نے جہاں تک باقی اشاروں کی بات کی ہے، ہمیں پتہ ہے کہ آپ کس وزیر کی بات کر رہے ہیں، یہ بھی ہمیں پتہ ہے، آپ وہ بات سی اینڈ ڈبلیو کے منسٹر کے نوٹس میں لائیں، وہ سی اینڈ ڈبلیو کے سیکرٹری کے نوٹس میں لے آئیں اور وہ اس پہ انکوائری کریں، اگر آپ کو اس کے اوپر تسلی نہ ہو، اس کے اوپر آپ کو تسلی نہ ہو تو آپ جاکے اس کو صوبائی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی میں لے آئیں، ہم آپ کی بالکل مخالفت نہیں کریں گے۔ سٹینڈنگ کمیٹی آن ورکس پہ لائیں، اگر اس کے اوپر بھی

آپ کو تسلی نہ ہو تو میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوں، اس کیس میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہوں، نیب کو ریفر کرتے ہیں، آپ کا جو پراونشل احتساب کمیشن ہے، اس کو، جس فورم کے اوپر آپ کو تسلی ہو، اسی فورم کو ان شاءاللہ تعالیٰ ہم اسی کو ریفر کریں گے لیکن جہاں تک Below کا تعلق ہے تو اس میں حکومت کی ایک پالیسی آئی ہے، ابتداء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ 10 percent below سے سکیم نیچے نہیں جائے گی کیونکہ لوگ پچاس ساٹھ فیصد Below پہ سکیمیں لیتے ہیں اور پھر اس کو مکمل نہیں کرتے ہیں، حکومت کو اِیشورنس دیتے ہیں، Agreement حکومت کے ساتھ کرتے ہیں کہ ہم پچاس فیصد Below پہ لیکر اسی لیول کا کام کریں گے جس کا ہم نے لیا ہے، اسلئے حکومت نے یہ پالیسی Introduce کی، یہ Competition ہم نہیں رکوا سکتے ہیں لیکن اس کے Against پھر اتنی سیکورٹی حکومت کے پاس جمع کرنا پڑے گی، اسلئے اگر کوئی اس Competition کے اندر آتا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کو پھر نہیں رکوایا جا سکتا ہے، وہ اگر حکومت کی اس پالیسی کے اوپر چلتا ہے، یعنی اگر وہ 80 percent below گیا ہے، انہوں نے 80 percent حکومت کے ساتھ سیکورٹی کے طور پر جمع کئے ہوئے ہیں تو وہ Technically اور اصولاً ان کا مؤقف اس وقت تک درست ہے کہ جب تک وہ کام مکمل نہیں ہوتا ہے، کام مکمل ہونے کے بعد، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کام صحیح طریقے سے نہیں کیا ہے تو حکومت اس کی سیکورٹی ضبط کر سکتی ہے لیکن چونکہ مجھے اس کا پوری طرح علم نہیں ہے، اسلئے میں اس حوالے سے بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو پر اگر یہ اعتماد کرتے ہیں تو وہ اس میں انکوائری کریں گے، اگر کسی اور فورم سے یہ کرنا چاہتے ہیں لیکن مولانا صاحب کو جس فورم سے بھی تسلی ہو، کرپشن اور میرٹ کی خلاف ورزی کے اوپر یہ بات اٹھائیں گے تو ہم ان کا ساتھ دیں گے، ان شاءاللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر صاحب! وہاں پر میرٹ اور انصاف کی جو خلاف ورزی ہوئی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ مولانا صاحب! میرے خیال میں کافی ڈسکشن ہو گئی ہے۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی، آپ مختصر کریں، نماز کا بھی ٹائم ہے۔ جی جی، ستار صاحب۔

جناب عبدالستار خان: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ کے حوالے سے ایک موقع فراہم کیا۔ غالباً بجٹ پر ہمارے سینیئرز نے سب نے بات کی ہے، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ایک چیز جو میری سمجھ میں تھی جو میں سمجھ رہا تھا، شاید وہ ہاؤس کے باقی ہمارے ساتھیوں سے وہ منفرد ہے، ایک Term ہم استعمال کرتے ہیں، ہر بجٹ جب پیش ہوتا ہے تو یہ روایت رہی ہے ہماری کہ یہ بجٹ فلاحی ہے، یہ بجٹ انتظامی ہے یا یہ بجٹ خسارے کا ہے یا یہ بجٹ فاضل ہے یا یہ بجٹ متوازن ہے، یہ عام طور پر ہماری بجٹ کی اصطلاحات ہیں، میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی بجٹ ڈاکیومنٹ کا فاضل ہونا، متوازن ہونا، خسارے کا ہونا، اس کا اندازہ حکومت وقت اس وقت تک نہیں لگاسکتی جب کوئی بجٹ ڈاکیومنٹ اسمبلی فلور پر پیش کیا جاتا ہو۔ جناب سپیکر! بجٹ کے متوازن ہونے کا دعویٰ ہم تب کر سکتے ہیں جب ایک بجٹ پاس ہوا ہو، اسمبلی نے اس کی Approval دی ہو اور جب دوسرا بجٹ آئے، اس میں ہمارے سامنے اگر کوئی سپلیمنٹری بجٹ آئے تو میں اس بجٹ کو، سابقہ بجٹ کو جو اس کا دعویٰ ہوتا ہے اس حکومت کا، اس کو متوازن نہیں کہہ سکتا ہوں، سپلیمنٹری بجٹ آنے کا مطلب یہ ہوا کہ جو حکومت نے Estimates دیئے تھے، جو فگرز دیئے تھے، وہ درست نہیں تھے۔ اس لحاظ سے اس سال کے جو میرے پاس آپ نے، ہمارے فنانس منسٹر نے ہمیں تو کتابوں کی ایک بہت بڑی گٹھڑی دی ہے، اس میں جو وائٹ پیپر ہے، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، اس میں بڑی سیریس بات یہ ہے کہ ہمارے پاس Receipts کی تین چار مطلب مدات ہیں، Main جو ہمارا وہ ہے، فیڈرل ٹرانسفر 75 پرسنٹ ہے، Provincial Own Receipts دس پرسنٹ ہیں، General Capital Receipts پانچ پرسنٹ ہیں، Development Receipts جو ہیں تو وہ دس پرسنٹ ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات کا افسوس بھی ہے، آج میں ہاؤس میں ایک سوال سامنے رکھنا چاہتا ہوں آپ سب کے سامنے، یہاں پر بات کی گئی میرٹ کی، یہاں پر بات کی گئی انصاف کی، جناب سراج الحق کو میں نے قران مجید کی ایک آیت کی طرف اشارہ دیا تھا، پچھلے سال بھی، فنانس منسٹر صاحب! میں آپ کو بھی وہی دہرانا چاہتا ہوں، و اقیمو الوزن با القسط ولا تخسر المیزان، اصل میں جو میرٹ کی بات مولانا صاحب نے اٹھائی ہے، انصاف کی بات جو مولانا صاحب نے کی ہے، میں ایک تیسری بات کرتا ہوں، انصاف کیا ہوتا ہے،

میرٹ کیا ہوتا ہے اور ظلم کیا ہوتا ہے؟ میرے پاس اس صوبے کے 113 ارب کا جو ڈیویلپمنٹ کا آپ نے ہمیں ایک پروگرام دیا ہے اس صوبے کیلئے، میرے صوبے کے پاس جو وسائل ہیں، اگر یہ انصاف کی بنیاد پر 25 اضلاع میں یا 99 حلقہ جات جو ہیں ہماری صوبائی اسمبلی کے، اس میں برابری کی بنیاد پر سیٹ فارمولے کے تحت، جس کے تحت اس صوبے نے بڑی جنگ کے بعد مرکز سے وسائل لئے ہیں، اس بنیاد پر اس فارمولے پر وسائل کی تقسیم اگر اضلاع کی سطح پر ہو گئی ہے، حلقہ جات کی سطح پر ہو گئی ہے، علاقوں کی سطح پر ہو گئی ہے تو میں اس بجٹ کو متوازن کہوں گا، اگر اس بنیاد پر وسائل کی تقسیم نہیں ہوئی ہے تو میرے سمیت میرے خیال میں اس ہاؤس میں کوئی بھی موجود بندہ، میں آج پولیٹیکل بات نہیں کرتا ہوں، میں ایک سیریس مسئلے کی طرف آپ کی، اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وسائل کی تقسیم اصل بنیاد ہے، وسائل کی تقسیم اصل بنیاد ہے، اگر صوبے کے وسائل جو ڈی آئی خان سے لیکر کوہستان کی آخری بسری باؤنڈری تک تمام علاقوں کے لوگوں کا اس صوبے کے وسائل پر حق ہے، سب کا حق ہے، برابری کی بنیاد پر حق ہے، اگر ہر سال بجٹ میں وسائل کی تقسیم ہو اس بنیاد پر کہ جو پسماندہ علاقے ہیں، جو دور دراز علاقے ہیں، جو غربت والے علاقے ہیں، اس میں صوبائی شیئر میں اگر ایک پرسنٹ بھی اس میں حصہ اس کو نہ دیا جائے، اس کو ان کے حقوق سے محروم کیا جائے اس علاقے کو اور سارے وسائل چند علاقوں میں تقسیم کر کے اے ڈی پی کی اور اس کتاب کی تشکیل کر کے مجھے وزیر خزانہ صاحب ہر ممبر اسمبلی کو یہ اٹھا کر پیش کریں تو میں اس ڈاکیومنٹ کی بنیاد پر کہوں گا کہ یہ متوازن بجٹ ہے، یہ انصاف والا بجٹ ہے۔ چلو میں آپ سے پوچھتا ہوں، آپ کے اس ہاؤس سے پوچھتا ہوں، اس بجٹ ڈاکیومنٹ کو آپ میرٹ کہتے ہیں؟ ظلم ہے جناب سپیکر! ظلم ہوا ہے کہ جو چیز جس مخرج پر ہے، اس کو وہاں سے، اس مخرج سے ہٹانے کا نام ظلم ہے، کرپشن یہی ہے، میری نظر میں تو کرپشن یہی ہے۔ میرے بھائی نے کہا کہ Inefficiency بھی کرپشن ہوتی ہے، میری نظر میں کرپشن یہی ہے کہ صوبے کے وسائل میں جن علاقوں کو، جو حقدار ہیں، جو منصوبوں کے حقدار ہیں، جن کی Priorities ہیں، جن کی ترجیحات ہیں، جن کی ضرورت ہے اس علاقے میں، اگر اس علاقے میں اس کیلئے وسائل نہ دیئے جائیں اور ان وسائل کو دیگر علاقوں میں، ان کے وسائل کو دیگر علاقوں میں استعمال کیا جائے تو میرے خیال میں یہ ظلم ہے، یہ میرٹ نہیں ہے، اصل میرٹ شروع ہوتا ہے اپنے اس فورم

سے، اس ہاؤس سے، میں آپ کی توجہ ایک دوسرے مسئلے کی طرف چاہوں گا جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ اس ملک کے وسائل میں، تقسیم میں ہمارے صوبے کا ایک مؤقف رہا ہے کہ مرکز کے ساتھ 75 پرسنٹ، جناب سپیکر! مرکز سے ہم نے جو وسائل حاصل کئے ہیں، میرے صوبے کا ایک مؤقف رہا ہے شروع سے، میرا صوبہ کہتا ہے شروع سے کہ پسماندگی اور غربت کی بنیاد پر وسائل کی تقسیم ہو، پنجاب کہتا ہے کہ Population base پر وسائل کی تقسیم ہو، سندھ کہتا ہے کہ Revenue base پر وسائل کی تقسیم ہو، بلوچستان کہتا ہے کہ Area base پر وسائل کی تقسیم ہو، جب دس پرسنٹ وسائل مرکز سے اس اصولی مؤقف پر ہمارے صوبے کو زیادہ ملے ہیں، War on terror پر ایک پرسنٹ زیادہ ملے ہیں، اب یہ وسائل ہمارے صوبے میں کس طرح تقسیم کرتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ یہ کلیئر ہو، واضح ہو۔ کیا اسی فارمولے کو جس بنیاد پر ہم نے مرکز سے وسائل زیادہ لئے ہیں، آگے Transfer of resources to District level ہم اس کو اپناتے ہیں؟ نہیں، یہاں پر نفی کرتے ہیں ہم، یہ ایک سیٹ فارمولا ہو جناب سپیکر! ہر سال اے ڈی پی میں، ہر سال بجٹ میں، ہر علاقے کی اپنی اپنی Requirements ہیں، جو منصوبہ کوہستان میں بنتا ہے، وہ پشاور میں نہیں بن سکتا ہے، جو منصوبہ ایبٹ آباد میں بنتا ہے وہ پشاور میں نہیں بن سکتا ہے، میری اپنی Requirements ہیں ہر علاقے کی، اس بنیاد پر Lump sum وسائل کی تقسیم ہو، اس بنیاد پر فائنل اے ڈی پی بنے اور Annual Development Programme بنے ہر علاقے کی ضرورت کی بنیاد پر، یہ میری ایک خواہش تھی جو شروع سے جناب سپیکر! جس پر آج تک غور نہیں کیا گیا ہے۔ دوسری بات، جناب۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ، ستار صاحب! مختصر کریں پلیز، کیونکہ دو Speeches باقی ہیں، اس کے بعد میں اجلاس ایک دن کیلئے Adjourn کروں گا اور کل جو ہے نا ہم کٹ موشنز جو ہیں وہ ان شاءاللہ کل کر لیں گے۔

<u>جناب عبدالستار خان:</u> بالکل میں اس پر آتا ہوں، جناب سپیکر! باقی ساتھیوں نے بات کی ہے، اس Tsunami Billion Trees Plantation پر ہمارے منسٹر صاحب نے بات کی ہے، غالباً ہو سکتا ہے کیونکہ انسان کامل نہیں ہے، میرے پاس ایک تجویز تھی، میں نے سی ایم صاحب کو گزارش میں، میں

نے سامنے رکھی، اس نے اس بات کو Own کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ ستار کی یہ تجویز پورے صوبے کیلئے قابل عمل ہو۔ میں آج منسٹر صاحب کو کہتا ہوں، شہرام خان نہیں بیٹھے ہیں ادھر اور دوسرے منسٹر صاحب جو ذمہ دار ہیں، Tsunami Billion Trees Plantation پروگرام ہمارے صوبے میں ناکام ہے جناب سپیکر، وہ کیوں ہے؟ دو وجوہات ہیں۔ ہمارا صوبہ زمینی لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں، ایک Dry Temperate Zone جہاں پر مون سون کی بارشیں نہیں ہوتی ہیں، ایک Moist Temperate Zone جہاں پر مون سون بارشیں ہوتی ہیں، تو اس Tsunami Billion Trees Plantation پروگرام میں پچھلے سال Dry Temperate Zone میں محکمے نے جو درخت لگائے ہیں، میں آج دعوے سے کہتا ہوں یہ بات، بڑی ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ جن علاقوں میں یہ مون سون بارشیں نہیں ہوتیں، وہاں پر ایک درخت بھی موجود نہیں ہے، میں سچ بات کہتا ہوں یہ، میں اس پراجیکٹ کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں، وجہ یہی ہے کہ محکمہ نے وہ پودے لگا کر چھوڑے ہیں، نہ ان کیلئے پانی کا نظام ہے، نہ ان کی Grazing کا کوئی Arrangement ہے، تو اس وجہ سے ایک اس میں میں نے تجویز دی ہے کہ جناب سپیکر! اس پراجیکٹ کو۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> پلیز، آپ اس کو وائنڈ اپ کر لیں۔

<u>جناب عبدالستار خان:</u> میں وائنڈ اپ کرتا ہوں سر! میں ایک مفید بات کہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی جی۔

<u>جناب عبدالستار خان:</u> اس پراجیکٹ کو کامیاب بنانے کیلئے میرے پاس ایک تجویز ہے، میں نے وہی ماڈل رکھا ہے جو گلگت بلتستان میں چلتا ہے، اس کو ایگریکلچر اور فارسٹ کی Jointventure کر لیں، Fruit Trees کی نرسریاں لگائیں، پرائیویٹ لوگوں کو دے دیں، دو سال کے اندر یہ پراجیکٹ کامیاب ہو سکتا ہے، کیوں؟ اس میں فائدہ ہے لوگوں کا، فارسٹ میں ایک Walnut کے علاوہ، اخروٹ کے علاوہ کوئی بھی Fruit Tree شامل نہیں ہو سکتا، Domain میں شامل نہیں ہے۔ جب میرے خیبر پختونخوا کے پہاڑی علاقے کے لوگ اس چیز کو دیکھیں گے کہ یہ جو میں درخت لگاتا ہوں، اس سے فروٹ بھی بن سکتا ہے، اس سے مجھے Economical فائدہ بھی ہو سکتا ہے تو یہ پروگرام کامیاب ہو گا، ورنہ یہ پروگرام کامیاب نہیں ہو

سکتا، ایک تجویز تھی جناب سپیکر! میری۔ دوسری بات، ہیلتھ میں بات کی گئی، شہرام نے بات کی ہے، ہیلتھ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لاؤں کہ 2013 کے بعد آج تک ہمارے بنیادی ہیلتھ کے جو مراکز ہیں، یہ بات میں نے پہلے بھی کی ہے، سول ڈسپنسری، بی ایچ یو، آر ایچ سی، بجٹ سمیت ان کو کسی آرگنائزیشن کے حوالہ کیا گیا تھا۔ آج چوتھا بجٹ آرہا ہے جناب سپیکر! بجٹ سمیت یہ سارے ہیلتھ میں، میں یقین سے کہتا ہوں، یہ بات آپ کو پوری ایمانداری کے ساتھ کہ PPHI, Integrated Health Services نامی ایک این جی او کو یہ ہمارے ہاسپٹلز حوالہ کئے گئے تھے بجٹ کے ساتھ، ملازمین کے ساتھ۔ دو مہینے سے انہوں نے شروع سال سے کام شروع کیا ہے۔ اس کے بعد آج چوتھا سال ہے وہ غائب ہیں اور سب سے بڑا یہ عاطف، یہ میں ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ خیبر پختونخوا میں ہیلتھ میں سب سے بڑا فراڈ ہوا ہے اور سب سے بڑی کرپشن ہوئی ہے، اس میں No doubt۔ تیسرا سال ہے کہ ہم سیکرٹری ہیلتھ کے پاس جاتے ہیں، میں نے خود درخواست دی ہے کہ نیب کو دے دیں یہ کیس۔ یہ بجٹ کھا کر یہ مخلوق کون تھی، یہ Integrated Health Services والے؟ یہ کدھر گئے ہیں تین سال سے؟ یقین کریں، میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس وقت کوہستان میں کسی بھی بی ایچ یو میں تین سالوں سے نہ ڈاکٹر ہے، نہ میڈیسن ہے، نہ ڈسپرین کی ٹیبلٹس ہیں، نہ انجیکشن ہے۔ یہ میں سچ بات کہہ رہا ہوں، لوگ ایسی سیاسی، میں سیاسی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں بات بھی کرتے ہیں، ہمیں جو بتایا جاتا ہے، ان لوگوں سے ہم نے پوچھا ہے کہ ہم نے، یہ جہانگیر ترین کی این جی او ہے تو کہیں یہ جہانگیر ترین صاحب نہ ہوں۔ جناب سپیکر! خیبر پختونخوا کے ساتھ یہ میں سچ بات کہہ رہا ہوں کہ تیسرا سال جا رہا ہے، ہمارے ہیلتھ میں، بی ایچ یوز میں ایک ڈاکٹر موجود نہیں ہے، ایک میڈیسن موجود نہیں ہے، کوئی والی وارث اس کا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں یہ Basically SRSP کی سب برانچ ہے، کسی کا نام نہیں ہے، بالکل غلط فہمی ہے اور آپ تھوڑا چونکہ ٹائم ابھی وہ ہے، ایک دو لوگوں نے بولنا ہے تو Kindly آپ ٹائم شارٹ لیں۔

جناب عبدالستار خان: میں آتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس پر میں آرہا ہوں۔ PEDO کے بارے میں بات ہو گئی یہاں پر۔ میں ان باتوں میں نہیں جاتا ہوں جو یہاں اس طرف سے ہوئی ہے باتیں، ان کی طرف سے ہوئی ہیں۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں جناب سپیکر! کہ جو 337 یا جو 350 مائیکرو ہائیڈل ہمارے صوبے میں، اس

میں سات پلانٹس میرے حلقے میں آئے تھے بعض 500 کلوواٹ کے ہیں، وہ Proposed ہیں، ابھی تک بنے نہیں ہیں، 50 KV کے بنے ہیں لیکن لوئر کوہستان سے، یہ بات وثوق سے میں کہہ سکتا ہوں، یہ بات آئی ہے کہ SRSP Contracting Agency ہے،اس میں اس کا کوئی Role نہیں ہے۔ کنسلٹنسی دوسرا ایک ادارہ ہے PEDO کا، اس میں جو مشینری ہے وہ دو نمبر ہے کیونکہ ایک سال جب Inauguration ہوتی ہے، جب وہ پانی چھوڑتے ہیں تو دوسرے دن کہتے ہیں کہ ساری مشینری، مطلب اس کے پرزے ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ ایک بات تھی، میں نے ادھر فورم پر بھی اپنے ڈی سی کو بلا کر کہا ہے کہ یہ بات آئی ہے،اس کی انوسٹی گیشن کرنی چاہیئے۔PEDO میں جو 350 پاور پراجیکٹس آپ کے ناکام ہو گئے عاطف خان! یہ اس طرح کرنے سے بات نہیں بنے گی۔اس میں جو مشینری استعمال کی گئی ہے، وہ فارن کی تھی۔پی سی ون میں جو ہے وہ تو باہر سے لانا ہے لیکن یہاں پر لوکل مشینری ہے،اس وجہ سے دو دن وہ پاور ہاؤس کام نہیں کر سکتا ہے،اس کی Efficiency نہیں ہے کوئی۔ یہ بات میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں،اس پر تحقیقات کریں۔خدا کرے، ایسا نہ ہو یہ 300، یہ 350 جو مائیکرو ہائیڈل آپ کے نام، خان کے نام سے نکلے تھے، خدا کرے یہ 550 Dams بنے میری طرف سے لیکن بن نہیں سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ستار صاحب! وائنڈ اپ کریں، پلیز۔ پلیز وائنڈ اپ کریں۔ دو منٹ میں وائنڈ اپ کریں، پلیز۔

جناب عبدالستار خان: اچھا۔ جناب سپیکر! ایک دو پوائنٹ پر آتا ہوں۔ایک یہاں پر منسٹر صاحب نے ہمیں بتایا تھا کہ سپلیمنٹری بجٹ میں جو عمومی نظم ونسق جو ہمارا ہوتا ہے،اس پر ہم نے بڑا فنانشل کنٹرول کیا ہے۔ ایڈمنسٹریشن میں ہم ڈسپلن میں رہے ہیں اور ہم نے اپنے اخراجات کو اس سے کم کر دیئے ہیں لیکن ضمنی بجٹ میں اس پر آ رہا ہے، بارہ کروڑ روپے اضافی مانگتا ہے۔ بجٹ سپیچ میں منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم نے اس پر کنٹرول کیا ہوا ہے، فنانشل ڈسپلن میں رہے ہیں ہم، ہم نے اضافی اخراجات نہیں کئے ہیں، کم کئے ہیں لیکن آج وہ سپلیمنٹری بجٹ میں اس ہاؤس سے بارہ کروڑ روپے مانگ رہے ہیں،اس بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی۔ جناب سپیکر! ایک تھوڑا، ایک لمبے جملے کے ساتھ میں اپنے سپیچ کو وائنڈ اپ کرتا ہوں۔ڈیویلپمنٹ سائیڈ پر کیونکہ ڈیویلپمنٹ سے میرا شوق بھی ہے اور ٹورازم ڈیویلپمنٹ، وائلڈ لائف ان چیزوں میں میرا بڑا ذاتی وہ

بھی ہے اور تجربہ بھی ہے الحمدللہ۔ میں حکومت وقت سے ایک جملہ کہوں گا کہ مجھے ہیلتھ اور ایجوکیشن میں ایک بات سمجھادیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ، ستار صاحب مائیک چھوڑیں گے تو پھر کسی اور کو موقع ملے گا۔ آپ Kindly وائنڈ اپ کریں تو دوسرے بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ پلیز وائنڈ اپ کرلیں جی۔

جناب عبدالستار خان: چلو وائنڈ اپ کرتا ہوں سر۔ No single classroom, no single primary school, no single middle school, no single high school, no single college, no single medical college, no single civil dispensary, no single Basic Health Unit, no single RHC, no single DHQ has been constructed in KPK during three years PTI regime. Yes, only one plant has been planted by your Party Head, this is your performance. You have lost four years development in my province. You have lost three years, four years development plan in my province, it is your performance۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر حیدر! پلیز۔ ڈاکٹر حیدر!

ڈاکٹر حیدر علی (پارلیمانی سیکرٹری برائے انسداد رشوت ستانی وصوبائی معائنہ ٹیم): شکریہ مسٹر سپیکر۔ میں کسٹم ایکٹ کے حوالے سے جو ڈسکشن ہوئی ہے آج، اس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جو سمری دوبارہ بھیجی گئی ہے، پہلی والی سمری میں جس طرح کہ سی ایم صاحب نے کہا کہ Apex Committee کی جو سفارشات ہیں، وہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت ہر صوبائی حکومت پر بائنڈنگ ہیں، وہاں پر Untraceable، Unregistered گاڑیوں کی بات ہوئی تھی کہ یہ دہشتگردی میں اور جرائم میں استعمال ہوتی ہیں۔ جو سمری گئی ہے، اس میں گاڑیوں کی رجسٹریشن یا ریگولرائزیشن کی بات ہوئی تھی، کسٹم ایکٹ یا اس کے ساتھ جو دوسرے فیڈرل ٹیکسز ہیں، ان کی بات نہیں ہوئی اور فوری طور پر اس کو بہانہ بنا کر فیڈرل حکومت نے ہم پر تمام ٹیکسز لاگو کئے۔ اگر وفاقی حکومت صوبے کے مشوروں کا اتنا احترام کرتی ہے تو سب سے بڑا مشاورتی ادارہ صوبائی اسمبلی ہے۔ پچھلے تین سال سے جتنی بھی قانون سازی ہوئی ہے اور اس میں ملاکنڈ ڈویژن کے ایک چوتھائی ارکان شامل ہیں جو کہ اکیلے بیٹھ کر اس ہاؤس کا کورم پورا کرتے ہیں، اس میں سے ابھی تک ایک ایکٹ بھی ملاکنڈ ڈویژن میں Extend نہیں ہوا۔ دوسری بات یہ کہ یہ غلطی ہے یا

بقول اپوزیشن کے سی ایم صاحب نے کی ہے، تو اگر وزیر اعلیٰ صاحب نے دوبارہ سمری بھیجی ہے جس میں یہ وضاحت ہے کہ ملاکنڈ ڈویژن ڈیوٹی فری زون ہے، وہاں پر جو گاڑیاں آتی ہیں، وہ سمگل ہو کے آتی ہیں، اگر یہ ڈیوٹی فری ہے تو وہاں پر گاڑیاں سمگل ہو کے کیوں آتی ہے؟ فیڈرل حکومت سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ قانون کے تحت ڈیوٹی فری گاڑیوں کی امپورٹ کی اجازت دی جائے تاکہ صوبہ اس کی رجسٹریشن چاہے ایکسائز سے کروائے یا لوکل ایڈمنسٹریشن سے کروائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے، تو ابھی تک جو کہ گورنر صاحب نے اس سمری پر دستخط کئے ہیں، صدر صاحب کے پاس وہ سمری پڑی ہوئی ہے، اس ایوان میں فیڈرل گورنمنٹ کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، نواز لیگ کے یہاں پر نمائندگی ہے اور جو اتحادی جماعتیں ہیں جن میں ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب بھی موجود ہیں، وہ بھی ہیں، ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری جتنی بھی یہاں پر لیجسلیشن ہوئی ہے، اس کو Extend کرنے میں بھی اپنا ایک کردار ادا کریں اور کسٹم ایکٹ کو Withdraw کرنے میں بھی اپنا ایک کردار ادا کریں کیونکہ بال اب ان کی کورٹ میں ہے جو کچھ ہوا وہ گزر گیا، جس کی بھی غلطی تھی، وہ ہو گئی لیکن اس وقت بال فیڈرل گورنمنٹ کی کورٹ میں ہے اور اگر ہم مل کے اس کا مقابلہ کریں گے تو ان شاءاللہ تعالیٰ یہ Withdraw ہو گا لیکن اگر ہم بغض معاویہ میں ایک دوسرے کی مخالفت میں یہاں پر تقاریر کر کے ان کا جو مؤقف ہے، ان کو اس میں سپورٹ ملے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ 2010 میں اس وقت کی حکومت نے اس صوبے کو جنگ زدہ قرار دے کر اور آفت زدہ قرار دے کر ایک خصوصی پیکج کا اعلان کیا تھا، مراعاتی پیکج کا کہ یہاں پر کاروباری طبقوں کو کچھ سہولت ہو اور وہ پاکستان کے باقی کاروباری طبقوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں جن میں ٹیکسز بھی تھے، ان پر چھوٹ تھی، امپورٹ ایکسپورٹ ڈیوٹیز پر بھی چھوٹ تھی، بجلی پر بھی چھوٹ تھی لیکن بجائے اس کے، کیونکہ یہ صوبہ اب بھی جنگ زدہ ہے، یہ صوبہ اب بھی آفت زدہ ہے، اس کی معیشت اب بھی تباہ حال ہے تو اگر ہم یونیفارم ڈیویلپمنٹ کی بات کرتے ہیں اور ہمیں اگر ٹرانسپورٹیشن پر زیادہ لاگت آتی ہے یہاں کے صنعتکاروں کو، بجلی ہماری ہے جو کہ پانی سے کم اس پہ ہم پیدا کرتے ہیں، بجلی پر یہ ہمیں سبسڈی نہیں دیتے، وفاقی حکومت، ٹرانسپورٹیشن پر یہ اگر ہمیں سبسڈی نہیں دیتے، امپورٹ ڈیوٹیز پر اگر یہ ہمیں سبسڈی نہیں دیتے، ایکسپورٹ پر نہیں دیتے اور اس طرف جو ہمارا بارڈر ہے جو لینڈ لائن کا جو ہمارا ٹریڈ تھا، وہ Already

مفلوج ہو چکا ہے جنگ کی وجہ سے، تو میں گزارش کرتا ہوں موجودہ حکومت سے کہ وفاقی حکومت سے وہ اس پیکج کو بحال کرائے اور اس صوبے پر رحم کرے، اس صوبے کے عوام پر رحم کرے۔ یہ صرف پی ٹی آئی کا مسئلہ نہیں ہے، یہ صوبہ پاکستان کی ایک اکائی ہے، اس کا مسئلہ ہے۔ تیسری بات کہ صوبائی خودمختاری 73ء کے آئین میں ہے، اس کی ضمانت دی گئی ہے، اٹھارہویں ترمیم میں اس پر عملدرآمد کیلئے بھی ایک فارمولا دے دیا گیا لیکن جب تک انتظامی خودمختاری کے ساتھ ساتھ ہمیں مالی خودمختاری نہیں ملے گی، یہ Shortfalls آتے رہیں گے، چاہے حکومت میں پی ٹی آئی ہو یا جے یو آئی ہو یا اے این پی ہو یا جو بھی ہو لیکن اگر ہم اپنے وسائل، ہم پسماندہ ضرور ہیں لیکن یہ صوبہ غریب صوبہ نہیں ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر یہاں پر صنعت کو سپورٹ کریں گے، یہاں پر یونیفارم ڈویلپمنٹ کیلئے کام کریں گے تو یہ صوبہ سب سے زیادہ آگے بڑھے گا۔ اس کیلئے ضرورت اس بات کی ہے کہ وفاق ہمیں اپنے وسائل کو ڈویلپ کرنے میں رکاوٹ کی بجائے ہماری مدد کرے تاکہ ہم مقابلہ کر سکیں اور اگر ہم مقابلہ کریں گے تو یہاں پر جو بدامنی ہے، یہاں پر جو دہشتگردی ہے، یہاں پر جو اور مسائل ہیں جو کہ اس صوبے کے نہیں ہیں، پورے پاکستان کے مسائل ہیں اور جو کہ پوری دنیا کے مسائل بن چکے ہیں تو اگر یہاں پر ان ایشوز کو ایڈریس نہیں کریں گے، یہاں پر بے روزگاری ہو گی، یہاں پر بے چینی ہو گی، یہاں پر اس سے تشدد جنم لے گا جو پورے پاکستان کیلئے اور پورے خطے کیلئے ایک خطرہ ہو گا اور جو ہمارے مسائل ہیں، اس میں اضافہ ہو گا۔ بہت بہت شکریہ۔

دعائے مغفرت

جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم): میں ایک پوائنٹ پر ایک شارٹ سی بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی، مشتاق غنی صاحب!

مشیر برائے اعلیٰ تعلیم: میں کل کراچی کے واقعے پر افسوس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں، پاکستان کے ایک نامور فنکار امجد صابری کل دہشتگردی کا شکار ہوئے ہیں ٹارگٹ کلنگ میں، پورے ملک میں کہیں بھی دہشتگردی کا واقعہ ہو، ہمارا صوبہ ہو یا کوئی بھی، ہم نے ہمیشہ اس کی مذمت کی ہے اور یہ بڑا دلخراش واقعہ ہے۔ ہماری دعا

ہے کہ اللہ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ سندھ حکومت ان کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کرے گی۔ میری درخواست ہے کہ ان کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ دعا فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر امجد صابری قوال (مرحوم) کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: ڈسکشن آج کمپلیٹ ہوگئی، کل ان شاءاللہ کٹ موشنز پر ڈسکشن ہوگی اور میں کل ڈیڑھ بجے تک کیلئے اجلاس Adjourn کرتا ہوں۔

(اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 24 جون 2016ء دوپہر ڈیڑھ بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)